

پیغامِ انبیاء

اور

اصلاحِ اقوام

از

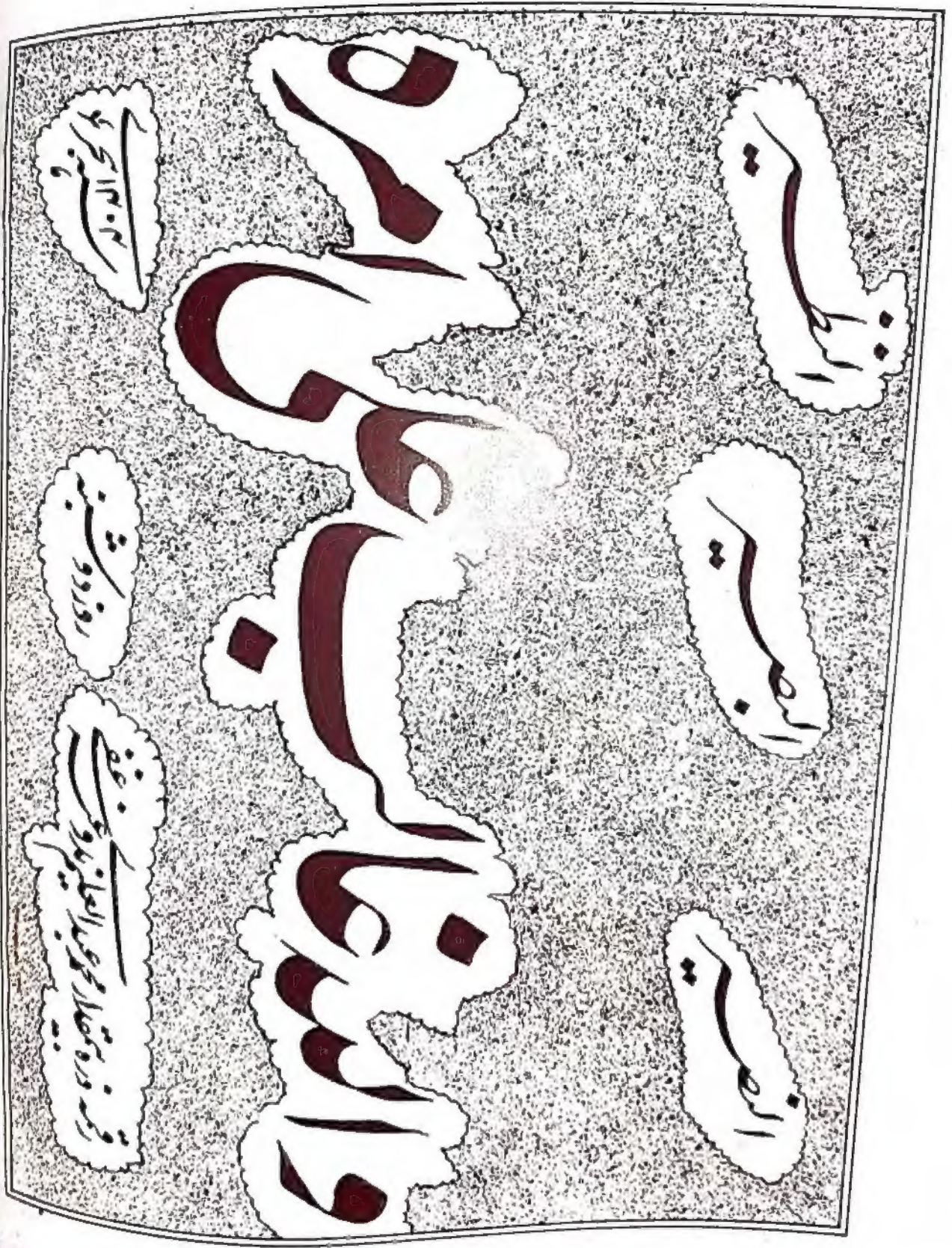
حضرت مولانا محمد عبد العظیم ندوی

ناشر

ڈاکٹر حافظ محمد عبد المعین
ایم بی بی ایس

toobaa-elibrary.blogspot.com

حیدرآباد سندھ



پیغامِ انبیاء

اور

اصلاحِ اقوام

از

حضرت مولانا محمد عبد العظیم ندوی

ناشر

ڈاکٹر حافظ محمد عبد المعین
ایم بی بی ایس

زُبیر ہاسپٹل بھٹی روڈ پھلیلی
حیدر آباد سندھ

عرض ناشر

حمد و ستائش اس ذات کے لئے جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور درود اس کے آخری پیغمبر علیہ السلام پر جس نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا یہ مقالہ حضرت والد محترم مرحوم و مغفور نے قومی سیرت کانفرنس کے لئے تحریر فرمایا تھا اور یہ مولانا محمد ایوب بندھانی صاحب کے پاس محفوظ تھا، موصوف نے ازراہ کرم اس ناچیز کو عنایت فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

مجھے جب یہ مقالہ ملا دیکھ کر انتہائی خوشی و مسرت حاصل ہوئی، حق تعالیٰ شانہ کا یہ محض فضل و احسان ہے کہ اس نے اس کی اشاعت کی توفیق بخشی اس سے قبل ایک قلمی شاہکار ”التعال“ جسے والد محترم رحمہ اللہ نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا مع عربی اردو شائع کرانے میں سعی بلیغ کی تھی حق تعالیٰ شانہ نے اسے قبولیت سے سرفراز فرمایا اور اسی طرح فضائل درود شریف کو قبولیت عام حاصل ہوئی، مزید اس مقالہ کی اشاعت بھی محض رضائے حق عزوجل کی خوشنودی و زاد آخرت کے لئے ہے۔

قارئین سے استدعا ہے کہ مقالہ نگار کے لیے مغفرت و مقامات عالیہ پر فائز ہونے کی اور ناشر کے لئے مزید توفیق دین متین کی دعا فرمائیں۔
حق تعالیٰ شانہ اس مقالہ کو بھی حسن قبول عطا فرمائیں۔ آمین۔

يارب العالمين بجاه سيد المرسلين وخاتم النبيين عليه
التحيته والتسليم وعلى آله واصحابه اجمعين

الداعى الى الخير

ڈاکٹر حافظ محمد عبدالمنیث ایم بی بی ایس
زبیر ہاسپٹل بھٹی روڈ پھلیلی حیدر آباد سندھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ

بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَمَنْ يُخَاخُوهُ -

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ

میں جہاں تک ہو سکے سنوارنا چاہتا ہوں۔

آیت کی روشنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصلاحِ معاشرہ

کا طریقہ -

انسان، اُنس سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں الفت و محبت،

الفت و محبت ہم جنس سے ہوتی ہے، چنانچہ خداوند قدوس نے حضرت آدم

علیہ السلام کی دل بستگی کے لئے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا جس

سے یہ عالم ناسوت مزین و آراستہ ہے۔

انسان متضاد اجزاء سے ترتیب دیا گیا ہے، جس کے اجزاء ترکیبی باہم

ایک دوسرے کے مخالف اور ضد ہیں۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب

موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

پانی، مٹی، آگ، ہوا، جس طرح انسان کے اجزاء ذاتی باہم متضاد اور

مخالف ہیں، اسی طرح اس کے اجزاء صفاتی بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں

مثلاً انسان میں دوستی و دوستگیری، الفت و محبت، سخاوت و شجاعت

شفقت و رافت، رحم و کرم، ایثار و قربانی، عفو و درگزر، صبر و قناعت

وغیرہ ہیں اسی طرح اس میں دشمنی و عداوت، ظلم و ستم، قہر و جبر و اضطراب وغیرہ ہیں۔

گو اہل عقل و دانش نے دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا محال و ناممکن بتلایا ہے، لیکن مشاہدات بالکل اس کے برعکس ہیں۔

صانع حقیقی چونکہ خود متضاد اجزاء کا حامل ہے، اس لئے اس نے اپنے نائب و خلیفہ کو بھی اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے، ان صفات ہی کے ظاہر کرنے کے لئے اس نے کائناتِ عالم کو وجود بخشا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے ان صفات کا ظہور شروع ہوا۔ جوں جوں انسانی زندگی بڑھتی اور ترقی کرتی گئی اسی قدر صفاتِ متضادہ کا ظہور وجود پذیر ہوتا گیا۔

صانع حقیقی نے کائناتِ عالم کو بھی اجزاء متضادہ سے متصف کیا ہے اور وہ ان میں سے ہر ایک صفت کا اپنے وقت پر ظہور چاہتا ہے، اگر یہ اجزاء متضادہ اپنے اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں تو عالمِ ناسوت میں چین و سکون، راحت و آرام ہوگا، درنہ اضطراب و اضطراب، بے چینی و پریشانی، بربادی و تباہی کا دور دورہ ہوگا۔

عالمِ کائنات کے ملکینوں کے لئے ہر قسم کے عیش و عشرت، راحت و آرام کے اسباب مہیا کئے، نیکیوں میں سب سے زیادہ عزت و شرف کا تاج انسان ضعیف البنیان کو پہنایا، جس کی حقیقت متعدد جگہ اس طرح بیان فرمائی :
خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ
مِنْ حَمَاءٍ مَّسْنُونٍ
ہم نے انسان کو گلی سڑی بجنے والی مٹی سے بنایا۔

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ
حقیقتِ انسانی بیان کرنے کے بعد فرمایا

خَلَقْنَا لَكُمْ مَا فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ
ہم نے آسمان و زمین کی ہر چیز تمہارے ہی واسطے بنائی ہے۔

مگر کائنات کے ہر ذرہ سے اسی وقت حقیقی معنی میں فائدہ اٹھا سکتے ہو، جب ہماری بتلاتی ہوئی راہ اختیار کرو۔ اس راہ کو مبہم نہیں چھوڑا بلکہ اس راہ پر چلنے اور گامزن ہونے والے پیدا کئے، تاکہ کسی کو عذرِ لنگ نہ ہو کہ یہ راہ بہت مشکل و کٹھن تھی اس لئے اس پر چلنا محال و دشوار تھا۔

اس راستہ کی وضاحت حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش سے شروع کر دی گئی، چنانچہ انسانی زندگی اپنے ارتقائی منازل طے کرنے لگی اسی اثناء میں حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں میں ایک بات پر جھگڑا ہوا، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمانِ خداوندی کے مطابق فیصلہ کر دیا، مگر جس صاحبزادہ کی خواہش و آرزو کے خلاف ہوا، اس نے اپنے اس بھائی کو جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا قتل کر دیا۔

واقعہ یہ تھا کہ ہابیل کے نکاح میں جو عورت آنے والی تھی وہ حسین و جمیل تھی اور جس سے قابیل کا نکاح ہونا تھا وہ خوبصورت و حسین نہیں تھی اس بات پر قابیل نے کہا میں تو اس سے ہی نکاح کروں گا، ان کے قاعدہ کے مطابق اس سے نکاح ہو نہیں سکتا تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ دونوں بارگاہِ ایزدی میں اپنی اپنی نذر پیش کریں جس کی نذر بارگاہِ خداوندی میں قبول ہو جائے وہ اس سے نکاح کر لے۔ چنانچہ ہر ایک نے نذر پیش کی۔ پروردگارِ عالم نے ہابیل کی نذر قبول کی جو قاعدہ کے مطابق تھی، اس پر قابیل جس کی نذر رد کر دی گئی وہ برہم ہوا اور اس نے ہابیل کے قتل کا ارادہ کر لیا اور کہا لَا قُتِلْتَنِي مِیْنِیْ تَحْتِیْ قَتْلَ کَرُوں گا "ہابیل نے کہا میرا اس میں کیا قصور ہے" اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ "اللہ متقین کی نذر قبول کرتا ہے" مگر اس نے اس کی مدافعت نہیں کی یہ کہتے ہوئے

لَئِنْ بَسَطْتُ اِلَیْكَ
اگر تو نے مجھے قتل کرنے کے لئے دست
لِیَقْتُلْنِیْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیْ
درازی تو میں اپنا ہاتھ تم پر نہیں اٹھاؤں گا

إِلَيْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ
 إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبْشُرَ بَأَمْرِي وَأَعْلَمُكَ
 فَتَكُونَ مِنَ اصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ
 جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝

میں خدا سے ڈرتا ہوں، میں چاہتا ہوں
 میرے اور اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر
 تم جہنمی بنو اور ظلم کرنے والوں کی یہی
 سزا ہے۔

چونکہ یہ قتل خواہش نفسانی کے تحت ہوا اور اس کو باری تعالیٰ نے
 اپنی کتاب مقدس میں یوں بیان فرمایا :

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ
 فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

چنانچہ قابیل کی خواہش نفس نے اپنے
 بھائی ہابیل کے قتل پر ابھارا اور اس کو
 قتل کر دیا اور ہمیشہ کے لئے خسارہ میں
 پڑ گیا۔

اسی لئے ہادی امم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے کسی کو
 ناحق قتل کیا اس کا گناہ جتنا قاتل کو ملے گا اتنا ہی قابیل صاحبِ زادۂ آدم
 علیہ السلام کو ملے گا کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے اسی نے اس کی ابتدا کر کے
 بنیاد ڈالی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً
 فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ
 عَمِلَ بِهَا، وَمَنْ سَنَّ
 سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وَزْرُهَا
 وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔

جس شخص نے اچھا طریقہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ایجاد کیا اس
 کو اس کا اجر ملے گا اور جو اس پر عمل کرے گا
 اس کا بھی اس کو اجر و ثواب ملے گا اور جس
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف
 کوئی راہ نکالی اس کی اس کو سزا ملے گی اور
 جو اس پر عمل کرے گا اس کی سزا بھی اس کو
 ملے گی۔

انسانی زندگی اسی طرح اپنے ارتقائی منازل طے کرتی رہی، قوموں کے

رسم و رواج، رہن سہن کے طور طریقے، باہمی روابط کے اصول، معاشرتی نظام کے قواعد، چین و سکون، الفت و محبت، رافت و رحمت کے دستور ہر قوم و ملت میں بتلانے اور عملاً سمجھانے کے لئے خداوند عالم ایک طبقہ بھیجتا رہا، جس نے خالق و مخلوق کے آداب کی تعلیم دی ہر ایک کے مقام و مرتبہ کو پہنچنویا۔ وہ قواعد و ضوابط جس سے انسانی زندگی تباہ و برباد ہوان کی دھت کی اور ان کے اسباب بتلائے، جس زندگی سے انسان کو آرام و آسائش ملے اس کو کھول کھول کر بیان کیا، اس کے وجوہات و اسباب کی نشان دہی کی۔ یہ سلسلہ جب تک خالق حقیقی نے چال چلتا رہا، انسانی زندگی اعتدال کی راہ اختیار کرتی رہی، لیکن پھر انسانی زندگی میں ایسا بگاڑ آیا کہ نظام حیات درہم برہم ہو گیا، انسان وہ طرز زندگی جس سے باہم الفت و محبت ہو، راحت و آرام ہو چھوڑ کر اس زندگی پر آگیا جس میں جوہر ظلم، نفرت و عداوت، خود غرضی و خود سری ہے، عابد و معبود، خالق و مخلوق کے تمام روابط و تعلقات کو خیر باد کہہ دیا، ان صفات حمیدہ کو جن کو اختیار کر کے یہ نیابت و خلافت خداوندی کا مستحق ٹھہرا تھا انہیں چھوڑ کر دور سے دور تک ہوتا چلا گیا تو اس کی درستی و اصلاح کے لئے مصلحین و پیغمبروں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

ہادی و رہبر، مصلح و پیغمبر میں وہ باتیں جن کی طرف وہ قوم و ملت کے افراد کو بلاتا اور دعوت دیتا ہے، کامل طور پر پائی جاتیں اور ان باتوں سے پورے طور پر گریزاں ہو جن سے لوگوں کو منع کرتا اور روکتا ہے، تاکہ لوگ اس کو دیکھ کر اپنی زندگی کا رخ بدلیں، معاشرہ سے بُرائیاں مٹیں اور اچھائیوں کا رواج ہو صانع فطرت نے رہنما و رہبر کی صفات یہ بیان فرمائی ہیں :

مکمل صدق و وفا، سراپا اخلاص، مجسم درد، منکسر المزاج، متواضع، سادہ و قانع، نہایت نرم خو، خوش خلق، طاہر و پاکیزہ، بشیر و نذیر، مژگی و معلم، عبادت گزار، اطاعت شعار، سادگی کا سراپا، محسن کامل۔ ارشاد باری ہے:

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ كَانَتْ صِدْقًا نَبِيًّا (۳۱ - سورہ مریم)
وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّكَ كَانَتْ
مُخْلِصًا وَقَدْ كَانَ رَسُولًا نَبِيًّا -

(۵۱ - سورہ مریم)

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ
إِنَّكَ كَانَتْ صَادِقًا نَبِيًّا (۵۴ - سورہ مریم)
وَأَنذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ
وُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ
وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

(۳۶ - سورہ مریم)

اور اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجئے وہ
بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے
اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجئے وہ
بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے
(بندہ) تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے
اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے
بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے
اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے
اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے
اُڑائیے جبکہ جنت و دوزخ کا اخیر فیصلہ
کر دیا جائے گا اور وہ لوگ آج دنیا میں
غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں
لائے۔

اور ہم نے آپ کو صبر اس لئے بھیجا ہے
کہ (مومنوں کو جنت کی) خوشخبری سنائیں
اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈرائیں۔

رات کو (نمازیں) کھڑے رہ کر دگر تھوڑی
سی رات یعنی نصف رات (کہ اس میں قیام نہ
کرو بلکہ آرام کرو) یا اس نصف سے کسی قدر
کم کرو یا نصف سے کچھ بڑھادو اور قرآن کو خوب
صاف صاف پڑھو (کہ ایک ایک حرف الگ
الگ ہو)

اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو (اپنی جگہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَ
نَذِيرًا

(الفرقان - ۵۶)

فَمَا لَتَلَّىٰ إِلَّا قَلِيلًا نَّصَفَهُ
أَوْ انْقَضَ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ
عَلَيْهِ وَرَأَيْتَ الْقُرْآنَ سُرِّيًّا
(مزمل، آیت ۱ تا ۴)

يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ وَمَا

فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
وَتِيَابِكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ
فَاَهْجُرْ -

سے اٹھو یا تیار ہو جاؤ (پھر) کافروں کو ڈراؤ اور
اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک
رکھو اور بتوں سے الگ رہو (جس طرح کہ اب تک
الگ ہو)

(المدثر آیت ۱ تا ۵)

فَمَا رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ
لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا
غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ
حَوْلِكَ (آل عمران - ۱۵۹)

اس کے بعد خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان
کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تنہا سخت
طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر
ہو جاتے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا
جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو
بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ
کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے
ہیں اور ان لوگوں کو کتاب اور سمجھ کی باتیں بتاتے
رہتے ہیں۔

(آل عمران - ۱۶۴)

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا
مُؤْمِنِينَ ۝ (الشعراء - ۳)

شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رجح کرتے
کرتے) اپنی جان دیدیں گے۔

وَإِنْ تَكَذَّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ
أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَمَا عَلَى
الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ
(العنکبوت - ۱۸)

اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو (میرا کچھ نقصان
نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں
(اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں اور (ان کا
بھی کچھ نقصان نہیں ہوا و جہاں اس کی یہ ہے کہ) پیغمبر
کے ذمہ تو صرف (بات کا) مفاد طور پر پہنچا دینا ہے

وَلَقَدْ اسْتَهْزَى بِرُسُلٍ
مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ
اور آپ سے پہلے جو پیغمبر ہو گزرے ہیں ان کے ساتھ
بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا گیا تھا تو جن

سَخَرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (الانبیاء - آیت) واقع ہو گیا جس کے ساتھ وہ استہزار کرتے تھے لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ (غلام) قوموں کے امراض ایک ہی جیسے ہوتے ہیں، اس لئے ہر مصلح و ہر ہر ایک ہی جیسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب وہ ان کی دکھتی رگ چھڑتا ہے، وہی جواب دیتے ہیں جو اس کے پیش رو کو دے چکے تھے، اور وہی کرتے ہیں جو پہلے کے ساتھ ہو چکا ہوتا ہے۔

قرآن پاک نے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط، قوم فرعون و دیگر اقوام کے امراض اور ان کی اصلاح کرنے میں جو کچھ انہوں نے مصلحین کے ساتھ کیا اس کو اور اس کی پاداش کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی اقدار کی اصلاح باہمی روابط کی درستی خالق و مخلوق عابد و معبود کے مراتب اور حقوق کو پہنچانے کے لئے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو باقاعدہ مضابطہ دیکر بھیجا۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمٍ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنَ إِلَهِ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (الاعراف - ۵۹)

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں مجھ کو تمہارے حق میں ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے

بادی و مصلح بچپن کا جوانی کا زمانہ ان کے ساتھ گزارتا ہے اور وہ اس کی زندگی کے ہر پہلو سے واقف و باخبر ہوتے ہیں۔ حضرت نوح نے ساڑھے نو سو سال ان کی اصلاح کی کوشش کی۔

ارشاد خداوندی ہے :

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا (العنکبوت - آیت)

اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے۔

لیکن لوگوں نے اپنی اصلاح و درستی کی کوشش نہ کی، بلکہ اور اپنے اندر بگاڑ پیدا کیا، خیر خواہ و ہمدرد کا استہزاء کیا، مذاق اڑایا، جس قدر ممکن ہو سکا تکلفیں پہنچائیں، ایذائیں دیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مکالمہ کے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے :

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا
بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ
أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ
اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً مَا
سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا
الْأَوَّلِينَ ۝

پس (نوح علیہ السلام کی یہ بات سُنکر)
ان کی قوم میں جو کافر تھے (عوام سے)
کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اس کے کہ (تمہاری)
طرح کا ایک معمولی آدمی ہے اور کچھ نہیں
(اس دعویٰ سے) اس کا مطلب یہ ہے کہ
تم سے برتر ہو کر رہے اور اللہ کو (رسول بھیجنا)
منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم نے یہ

بات اپنے پہلے بڑوں میں نہیں سنی۔

(سورۃ المؤمنون - ۲۴)

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي
لَبِلاً وَنَهَاراً فَلَمْ يَزِدْهُمْ
دُعَائِي إِلَّا فِرَاراً وَإِنِّي
كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ
لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي
أَذَانِهِمْ وَاسْتَعْصَمُوا
شِيَابَهُمْ وَأَصْرُوا وَاسْتَكْبَرُوا
اسْتِكْبَاراً ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ
جَهَاراً ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ
لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَاراً
(سورہ نوح -)

(جب مدتِ دراز تک ان نصیحتوں کا قوم
پر اثر نہ ہوا تو) نوحؑ نے (حق تعالیٰ سے)
دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی
قوم کو رات و دن (دین حق کی طرف) بلایا
تو میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ
بھاگتے رہے اور (وہ بھاگنا یہ ہوا کہ) میں
نے جب کبھی ان کو (دین حق کی طرف) بلایا
تاکہ (ایمان کے سبب) آپ ان کو بخشیں
تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں
دے لیں (تاکہ حق بات کو سنیں بھی نہیں) اور
انتہائی ناگواری سے اپنے کپڑے اپنے اوپر

لپیٹ لئے اور اصرار کیا اور میری اطاعت سے انتہا درجہ تکبر کیا۔ پھر بھی میں نے

ان کو باوازیر بلند بلایا پھر ان کو بطور خاص علانیہ اور خفیہ (ہر طرح) سمجھایا۔

قَالَ نُوحٌ رَبِّ انْتَهَمَا (اور یہ سب حکایت عرض کر کے) نُوح

عَصَوْفِي وَاتَّبِعُوا (علیہ السلام) نے (یہ) کہا کہ اے میرے

پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا

اور ایسے لوگوں کی پیروی کی کہ جن کے مال

و اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا

اور انہوں نے جن کا اتباع کیا وہ ایسے ہیں

کہ جنہوں نے حق کو مٹانے میں بڑی بڑی

تدبیریں کیں اور جنہوں نے اپنی پیروی کرنے

والوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز

نہ چھوڑنا اور خاص طور پر ود کو اور نہ سواع

کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو

چھوڑنا اور ان (تیس) لوگوں نے بہت

سوں کو (بہکا بہکا کر) گمراہ کیا اور اب

آپ (ان ظالموں کی گمراہی اور بڑبھا دیجئے۔

جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے

میری قوم اگر تم کو میرا کہنا (یعنی وعظ کہنے

کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی

نفیست کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو

خدا ہی پر بھروسہ ہے لہذا تم (میرے نقصان

پہنچانے سے متعلق) اپنی تدبیر جو کر سکو مع اپنے

شرکاء (بتوں) کے پختہ کر لو پھر تمہاری (وہ)

تدبیر تمہاری گھٹن (اور تنگ دلی) کا باعث نہیں

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ لِقَوْمٍ

اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ

مَعَامِي وَتَذِكْرِي

بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ

تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا

أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ

ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ

عَلَيْكُمْ غَمَةً ثُمَّ اقْضُوا

نوح - آیت (۲۱ تا ۲۴)

إِلَٰهٍ وَلَا تَنْظُرُونَ ۝
(یوسف - آیت ۷۱) نہیں ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کر گزرا اور مجھ کو بالکل مہلت دو۔

جب سرکشی حد سے تجاوز کر گئی، حضرت نوح علیہ السلام قوم کی ایذا و تکالیف سے عاجز آ گئے، ظلم و ستم سے قوت برداشت نے جواب دیدیا تو بارگاہِ ایزدی میں اس طرح استدعا کی :

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبْتَنِي ۝
(المومنون - ۲۶) میرے رب میرا بدلہ لے اس لئے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَتَيْنِي مَخلُوبًا
(القمر - ۱۰) تو نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں تو آپ ان سے انتقام لے لیجئے۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ
دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَا جِرًا كَفَّارًا ۝
(نوح - ۲۶ - ۲۷) اور نوح (علیہ السلام) نے یہ بھی کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ (کیونکہ) اگر آپ ان کو زمین پر رہنے دیں گے تو آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور (آگے بھی) ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی۔

ہمیشہ خواہش نفسانی اس کے خلاف کرنے اور کہنے والوں سے نبرد آزما رہی ہے جو کچھ وہ کر سکتی ہے اس میں اس نے کسر نہیں اٹھا رکھی، مصلحین و مبلغین نے اپنی اپنی بستی اور قوموں میں حتی المقدور انسانی معاشرہ کے سنوارنے کی سعی و کوشش کی مگر جب مایوس و ناامید ہو گئے تو درگاہِ ایزدی میں ان کے بدل ڈالنے اور ختم کرنے کی درخواست کی۔ قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا :

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ اِلَّا رَضَمٍ مِّنَ الْكَافِرِيْنَ ذِيَارَاهُ
 اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَكِدُوْا اِلَّا فَاْجْرًا كَثِيْرًا
 خداوند عالم نے حضرت علیہ السلام کو منکرین کی تباہی اور مومنین کی
 نجات کی خوشخبری دی اور ترکیب بھی بتلائی، ارشاد ہے :

وَاَوْحِیْ اِلٰی نُوْحٍ اِنَّهٗ لَنَیْ
 یُّؤْمِنُ مِنْ قَوْمٍكَ اِلَّا
 مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ
 بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝
 وَاصْنَعِ الْفُلَکَ بِاَعْيُنِنَا
 وَوَحٰیْنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی
 الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ
 مُّخَرَّقُوْنَ ۝
 اور نوح (علیہ السلام) کے پاس وحی بھی
 گئی کہ سوائے ان کے جو (اس وقت تک)
 ایمان لاچکے ہیں اور کوئی (نیا شخص) تمہاری
 قوم میں سے ایمان نہ لائے گا تو جو کچھ یہ
 لوگ (کفر و ایذا و استہزاء) کر رہے
 ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم ہماری نگرانی
 اور سہارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور مجھ
 سے کافروں کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا
 وہ سب بربق کئے جائیں گے۔
 (ہود۔ آیت ۳۶ و ۳۷)

حضرت نوح علیہ السلام نے حسب ارشاد خداوندی جہاز بنانا شروع کیا،
 جب وہ ان کے پاس سے گزرتے ان کا مذاق اڑاتے، ان پر ہنستے، مومنین کہتے اس
 وقت تم ہنس رہے ہو ایک وقت ہوگا ہم تم پر ہنسیں گے جس طرح تم ہم پر ہنس رہے
 ہو۔ قرآن ان الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہے :

وَيَصْنَعِ الْفُلَکَ وَکَلَّمَ
 مَرْعٰی عَلَیْهِ مَلًا مِّنْ قَوْمِهٖ
 سَخِرُوا مِنْهُ ۚ فَاِذَا
 تَخَرَّوْا مِنْهَا فَاِنَّا
 تَخَرَّوْا مِثْلًا کَمَا
 تَخَرَّوْا مِنْهَا ۚ فَسَوْفَ
 تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاتِیْهِ
 اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور جب کبھی
 ان کے کسی اپنے گروہ کا ان پر گزر رہوتا تو
 ان سے ہنسی کرتے، آپ فرماتے کہ اگر تم ہم
 پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر
 ہنستے ہو۔ تو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے
 کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا جاتا

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ
عَذَابٌ مُّقِيمٌ (ہود-آیت ۲۸-۲۹) دائمی عذاب نازل ہوگا۔

جب سرکشی و نافرمانی نقطہ سرعوج پر پہنچ گئی تو نافرمانوں کی تباہی و بربادی کا وقت آگیا تو حکم خداوندی ہوا، ارشاد ہے :

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ
الطُّورُ (ہود-آیت ۴۰) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم عذاب کا قریب آپہنچا اور تنور (یعنی زمین میں سے پانی)

ابلنا شروع ہوا۔ اھ

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ
مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ
عُيُونًا فَأَلْتَقَى الْمَاءُ عَلَى
أَمْرِ قُدْرِهِ

القصہ-آیت ۱۱-۱۲)

پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر (آسمان اور زمین کا) اس کام کے (پورا ہونے) لئے مل گیا جو

علم الہی میں تجویز ہو چکا تھا۔ اھ

مطیع و فرمانبرداروں کی حفاظت کے لئے فرمایا :

فَلَمَّا أَحْمِلَ فِيهَا مِنْ
كُلِّ نَوْجٍ أَشْتَيْنِ وَاهْلَكَ
إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
وَمَنْ أَمَنَ وَمَا أَمَنَ
مَعَنَا إِلَّا قَلِيلٌ وَقَالَ
إِنَّمَا كُتِبَ فِيهَا بِسْمِ
اللَّهِ مَجْرِيَّتُهَا وَمُرْسَلُهَا
إِنَّهَا رَافِعَةٌ لِّغَفْوَةٍ
رَّحِيمَةٍ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ
فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ تَدُورُ

ہم نے نوح (علیہ السلام) سے فرمایا کہ ہر ایک (قسم) میں سے (ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی) ایک جوڑا یعنی دو عدد اس پر چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی با استثناء اس کے جس پر حکم نافذ ہو چکا ہے، اور دو سکر ایمان والوں کو بھی (سوار کرلو) اور بحرِ قلیل آدمیوں کے ان کے ساتھ (یعنی ان پر) کوئی ایمان نہ لایا تھا اور (نوح نے) فرمایا کہ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے

وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ
وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ
يَبْنِي أَرَاكِبَ مَعَنَا
وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ
فَالَ سَاوِيحِي إِلَى جَبَلٍ
يُعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ
فَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ
رَحِمَهُ وَحَالَ بَيْنَهُمَا
الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ
الْمُخْرَقِينَ ۝ وَقِيلَ
يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكَ وَ
يَسْمَاءُ أَقْلَعِي وَغِيضَ الْمَاءِ
وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى
الْجُودِيِّ وَقِيلَ لَعَدَا لِقَوْمِ الظَّالِمِينَ
قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا
وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ
مِمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ
سَنُعَذِّبُهُمْ ثُمَّ يَمْسُهُمْ مِنَ
عَذَابِنَا يَوْمَ إِلْيَاسَ ۝

(ہود - آیت ۴۸)

نام سے ہے، بالیقین میرا رب غفور (ہے) رحیم
ہے اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں
میں چلنے لگی اور نوح نے اپنے (ایک بیٹے یا سوتیلے)
بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے
(پیارے) بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں
کے ساتھ مت ہو، وہ کہنے لگا کہ میں بھی کسی پہاڑ
کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی سے بچالے گا۔
(نوح نے) فرمایا کہ آج اللہ کے حکم (یعنی قہر سے)
کوئی بچانے والا نہیں لیکن جس پر وہی رحم کرے
اور دونوں کے بیچ میں ایک معراج حائل ہو گئی چنانچہ
وہ بھی دوسرے کافروں کی طرح غرق ہو گیا۔
اور حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور
اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قصہ
ختم ہوا اور وہ کشتی جو دی پر اکٹھری اور کہیاد گیا
کہ کافر لوگ رحمت سے دور۔

کہا گیا کہ اے نوح! تو ہماری طرف سے سلام
اور برکتیں لیکر جو تم پر نازل ہوں گی اور ان
جماعتوں پر جو کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی
ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ ان کو ہم چند روزہ
عیش دیں گے پھر ان پر ہماری طرف سے سخت
سزا واقع ہوگی۔ اھ

معاشرتی زندگی کی اصلاح و درستی کے لئے قوم عاد کی طرف حضرت ہود
علیہ السلام کو بھیجا، ارشاد ہے :

وَالَّذِي عَادِ أَخَاهُمْ هُودًا
قَالَ يَتَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ
أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝

اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو
بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم
اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود
ہونے کے قابل نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں۔

(الاعراف، آیت ۶۵)

قوم نے حضرت ہود علیہ السلام کو بیوقوف بتلایا، جھوٹا کہا، آباؤ و اجداد کے
طرز زندگی کو چھوڑنے سے انکار کیا، نصیحت ماننے سے منہ موڑا اور کہنے لگے یہ پرانی
باتیں ہیں، ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ قرآن اس کو اس انداز سے بیان کرتا ہے:
قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن
قَوْمِهِ إِنَّكَ لَنزِلِكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا
لَنُظَنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

ان کی قوم میں جو آبرو دار کافر تھے انہوں
نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم
بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں۔

(الاعراف - آیت ۶۶)

قَالُوا أَجِئْنَا لِنُعْبِدَ اللَّهَ
وَحَدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ
يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۝

وہ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے
آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں
اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم

(الاعراف، آیت ۷۰)

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَضْتَ
أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ ۝
إِن هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۝

وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں
برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ تم ناصح نہ
بنو یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک (معمولی)
عادت (اور رسم ہے) اور (تم جو ہم کو

عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب ہوگا۔
اسی طرح قوم ثمود کی درستی و اصلاح کے واسطے حضرت صالح علیہ السلام کو
بھیجا، انہوں نے بھی حسبِ مول و حدانیت کی دعوت دی۔ ارشاد ہے :

(الشعراء، آیت ۱۳۶ تا ۱۳۸)

وَالِیْ ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا ۝ قَالَ
یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَیْرَہٗ۔

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح
(علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے
میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا
کوئی تمہارا معبود نہیں۔

قوم نے جواب دیا:

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِیْنَ اسْتَلْبَرُوا
مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتَضَعِفُوْا
لِمَنْ اَمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ
اَنَّ صَالِحًا مَّرْسَلٌ مِّنْ رَبِّہٖ
قَالُوْا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِہٖ مُّؤْمِنُوْنَ ۝

ان کی قوم میں جو متکبر تھے انہوں نے غریب
لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لائے تھے
پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح
اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں، انہوں
نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے
ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔

(الاعراف، آیت ۷۵)

اور کہنے لگے:

قَالُوْا لِصَالِحٍ ۚ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا
قَبْلَ ہٰذَا اَسْتَهَانَ اَنْ تَعْبُدَ
مَا یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا وَاِشْنَا لَفِیْ
شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ
مُضِیْبٌ ۝

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالح تم اس سے
قبل ہم میں ہونا ہمارے تھے، کیا تم ہم کو ان
چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی
عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں اور
جس (دین) کی طرف تم ہم کو بلارہے ہو
واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے شبہ
میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا؟

(ہود، آیت ۶۲)

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی برائی دور کرنے کے لئے
مبعوث فرمایا۔ ارشاد ہے:

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ
اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَہٗ مَا

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا جبکہ انہوں
نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ایسا فحش کام

کرتے ہو جبکہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا (یعنی تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد (انسانیت) ہی سے گذر گئے ہو۔

سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّثْلَ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِفُونَ ۝ (الاعراف آیت ۸۱)

قوم نے جواب میں کہا :

اور ان کی قوم سے کوئی جواب بجز اس کے نہ بن پڑا کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنْفَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ۝

(الاعراف - آیت ۸۲)

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم (ہمارے کہنے سے) باز نہیں آؤ گے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے۔

قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝

(الشعراء آیت ۱۶۷)

حضرت شعیب علیہ السلام اہل مدین کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے مہجہ میں کم ناپ تول اور نماز سے غفلت جیسی برائیاں تھیں، انہوں نے بھی قوم کو اس کی طرف بلایا اور معاشرتی برائیوں سے سہٹنے کی تلقین کی جس کو باری تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا: وَاللّٰی مَدَّیْنَا أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ فَذُحِبَاءُ بَنِيكُمْ يَرْبُّوْا بِكُمْ ۚ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ ۚ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَمْثَلُ الَّذِیْنَ هُمْ

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف واضح دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان نہ کیا کرو

وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا
ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ۝

اور روئے زمین میں اس کی درستگی کے
بعد فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے
فائدہ مند ہے اگر تم تصدیق کرو۔

(الاعراف، آیت ۸۵)

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ
وَتَصِدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبِخُونَهَا عِوَجًا
وَإِذْ كُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَلَئِنَّكُمْ
وَالنَّظُرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِينَ ۝ (ایضاً - ۸۶)

اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا
کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھکیلا
دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی
کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو
یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ
کرایا اور دیکھو کساد کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا۔

قوم کے رسول نے جواب میں کہا

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ
قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ لَشُعَيْبٍ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَوْمِنَا أَوْ
لَنَعُودَنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۝
قَالَ أَوْ لَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے
شعیب ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے
ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا (یہ
ہو کہ) تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔
(شعیب نے) جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب
میں آ جائیں گے گو ہم اس کو (بدیل بصیرت)
مکروہ ہی سمجھتے ہوں۔

(ایضاً - ۸۸)

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا تقدیر
تم کو تعلیم کر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں
جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں
یا (اس بات کو چھوڑ دیں کہ) ہم اپنے مال میں جو
چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے
عقل مند، دین پر چلنے والے

قَالُوا لَشُعَيْبٍ أَمْلَأُكَ تَأْمُرُنَا
أَنْ نَّتْرِكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَأَنْ
نَفْعَلَ فِيْ أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ
إِنَّكَ لَا بِنْتَ الْحَكِيمِ الرَّشِيدِ ۝
(ہود - آیت ۸۴)

حضرت شعیبؑ نے جواب میں فرمایا :

قَالَ يَقَوْمِ أَدَايْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَرَزَقْنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَيْتُكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

(ہود - آیت ۸۸)

(شعیبؑ نے) فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو (تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں) اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے اصلاح چاہتا ہوں اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اور اے میری قوم میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آ پڑیں جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے بہت دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی۔

وَيَقَوْمٍ لَا يُجْرِمُكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ

(ہود - آیت ۸۹)

اور اس (خدا کے قادر) سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا۔

وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّ الْأُولِينَ ۝ (الشعراء - آیت ۱۸۳)

قوم نے کہا :

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَخَّرِينَ ۝ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۝

وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری

وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَذِبِينَ ۝
فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ
السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ۝

طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور تم
تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں
لہذا اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا
کوئی ٹکڑا اگر ادو۔

(الشعراء آیت ۱۸۵ تا ۱۸۷)

حضرت الیاس علیہ السلام کو ان کی قوم کی اصلاح و درستی کے لئے بھیجا
ارشاد ہے :

إِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝
إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَالَا تُتَّقُونَ ۝
أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ
أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝ اللَّهُ
مَرْبُّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ
الْأَوَّلِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ
فَأَنهَضَهُمْ لِمُحْضِرُون ۝

الیاس (علیہ السلام) بھی (بنی اسرائیل
کے) پیغمبروں میں سے تھے جبکہ انہوں نے
اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں
ڈرتے، کیا تم بعل کو پوجتے اور اس کو
چھوڑے بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا
(اور وہ) معبود برحق ہے تمہارا بھی رب
اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب
ہے۔ تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا سو وہ
لوگ پکڑے جائیں گے۔

(الصفّ آیت ۲۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجا،

ارشاد ہے :

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ
لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَالْتَقُوا ذِكْرًا خَيْرًا
لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
إِنَّمَا نَعْبُدُونَ مِن دُونِ

اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو (پیغمبر
بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے
(جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم اللہ کی
عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے
لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔

اللّٰهُ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ اِفْكًَا
اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ
لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ
اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاَشْكُرُوْا
لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ
تُكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ
اَمْرُكُمْ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَمَا عَلَيَّ الرَّسُوْلُ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ۝

(عنکبوت)

تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج
رہے ہو اور (اس کے متعلق) جھوٹی باتیں
تراشتے ہو تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو
وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں
رکھتے سو تم رزق خدا کے پاس سے تلاش
کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر
کرو اور تم کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا،
اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو (میرا کچھ نقصان
نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں
(اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں اور
(ان کا بھی کچھ نقصان نہیں ہوا، وجہ اس
کی یہ ہے کہ) پیغمبر کے ذمہ تو صرف (بات کا)
صاف طور پہنچا دینا ہے۔

وَ اذْ كُرِفِ الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰ اَبَتِ لِمَ
تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا
يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ
شَيْئًا يٰ اَبَتِ اِنِّىْۤ اَخَافُ
اَنْ يَّمْسَكَ عَذَابُكَ مِنْ
الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ
وَلِيًّا ۝

(سورۃ مریم آیت ۴۳ تا ۴۵)

اور اس کتاب میں ابراہیم کا (قصہ) ذکر
کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر
تھے، جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے
(جو کہ مشرک تھا) کہا کہ اے میرے باپ
تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو
نہ کچھ سُنے نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے
کچھ کام آسکے، اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا
ہوں کہ تم پر رحمن کی طرف سے کوئی عذاب (نہ)
آپڑے پھر تم (عذاب میں) شیطان کے
ساتھی ہو جاؤ۔

باپ نے سُکر کہا

يَا بُرَاهِيْمُ لَنْ كَمُ تَنْتَه
لَا رَجْمَتِكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا

(سورہ مریم آیت ۲۶)

اے ابراہیم اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور
تم کو پتھروں سے مار کر سنگسار کر دوں گا
اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے برنار ہو

قوم نے جواب میں کہا :

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ
إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ
أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ
مِنَ النَّارِ ط

(العنکبوت - آیت ۲۳)

چنانچہ ابراہیم کی اس تقریرِ دلپذیر کے بعد
ان کی قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ
(آپس میں) کہنے لگے ان کو یا تو قتل کر
ڈالو یا ان کو جلادو (چنانچہ جلائے گا
سامان کیا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس
آگ سے بچالیا۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی اصلاح اور فرعون کے

عذاب سے چھٹکارا دلانے کے لئے فرعون کی طرف بھیجا۔ ارشاد ہے :

إِذْ هَبَّا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ
طَغَىٰ فَقَوْلَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا
لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ
(طہ - آیت ۱)

تم دونوں (موسیٰ و ہارون) فرعون کے پاس
جاؤ وہ بہت (حد سے) نکل چکا ہے پھر
اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ
(برغبت) نصیحت قبول کر لے یا عذاب الہی
سے ڈر جائے۔

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو دلائل دے
کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا
تو ان لوگوں نے ان کا حق بالکل ادا نہ کیا۔
پھر ان (مذکورین) پیغمبروں کے بعد ہم نے
موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام)
کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ
مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
فَظَلَمُوا بِهِنَّ (الاعراف آیت ۱۰۳)
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ
مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
وَمَلَائِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا

وَكَانُوا قَوْمًا فَجُورِينَ ۝
(یونس آیت ۵۵)

اپنے معجزات (عصا وید ہیضار) دیکر بھیجا تو
انہوں نے (دعوے کے ساتھ ہی ان کی تصدیق
کرنے سے) تکبر کیا اور وہ لوگ حرام کے خوگر تھے

قوم فرعون نے جواب دیا :

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ
إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝
يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ
أَرْضِكُمْ فَأَذَاتَا مِرُونَ ۝

قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے
کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے
(ضرور) یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری (اس)
سرزمین سے باہر کر دے تو تم لوگ کیا مشورہ
دیتے ہو۔

(الاعراف آیت ۱۰۹ و ۱۱۰)

وَالْوَا أَجِئْنَا لِتَلْفِئْنَا
عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا
وَتَكُونُ لَكُمْ الْكِبْرِيَاءُ
فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِينَ ۝

وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے
آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر
ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے
آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست
(اور سرکاری) مل جائے اور (تم خوب سمجھ لو)
ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے۔

(یونس آیت ۷۱)

وَقَالُوا الْكُفْرُ مِنْ لَدُنْهُمْ
مِثْلَنَا وَقَوْمُهُمْ لَنَا عِبْدُونَ ۝
(المؤمنون آیت ۱۳)

چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو
شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان
لے آئیں حالانکہ ان کی (قوم کے لوگ) تو خود
ہمارے زیر حکم ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا :

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا
أَنْتَ فِرْعَوْنُ وَمَلَكُ

اور موسیٰ نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے ہمارے
رب (ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ) آپ نے

رَزَيْنَةً وَآمَوَالًا فِي الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا رَأَيْنَا لِيُضِلُّوْا
 عَنْ سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا
 اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى
 قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا
 حَتَّى يَرَوْا الْعَذَابَ
 الْأَلِيمَ ۝

(سورۃ یونس آیت ۸۸)

فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامانِ فحش
 اور طرح طرح کے مالِ دنیوی زندگی میں دیئے ہیں اے
 ہمارے رب اسی واسطے دیتے ہیں کہ وہ آپ
 کی راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کریں۔ اے
 ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود
 کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ)
 سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جائیں)
 سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ
 عذابِ الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں۔

خدا نے شرفِ اجابت بخشا :

قَالَ قَدْ اجِيبْتُ دَعْوَتُكُمْ
 فَاسْتَقِيمُوا وَلَا تَتَّبِعُوا
 سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
 (سورۃ یونس آیت ۱۹)

(حق تعالیٰ نے) فرمایا کہ تم دونوں کی دعا
 قبول کر لی گئی ہے لہذا تم (اپنے منہجی کام
 یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو اور ان لوگوں کی
 راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔
 غرض ہر ایک ہادی و مصلح، رہبر و رہنما نے اپنی قوم و ملت کی اصلاح کی
 کوشش کی، امراض کے دور کرنے کی سعی کی، مگر جواب سب کا ایک ہی سارا،
 پھر ہر ایک کو اس کے جرم و گناہ کے مطابق سزا ملی، جو اس کے موافق تھی
 قومِ فوج و قومِ فرعون کو پانی میں غرق کیا گیا، قومِ ثمود و قومِ شعیب کو ہولناک
 چیخ و چنگھاڑ، ہیبت ناک کڑک و گرج اور تیز و تند ہوا سے تباہ کیا گیا، قومِ لوط کی
 بستی کو اوپر اٹھا کر پھینکا گیا اور پتھروں کی بارش و آندھی سے ہلاک و برباد کیا
 گیا اور کچھ کو صفحہ ہستی ہی سے مٹا دیا گیا

ہادیِ امم، فخرِ دو عالم، رحمتِ اکریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم یا طبقہ یا ملک
 کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے، بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے

رہبر و رہنما، ہادی و مصلح اور مسلم بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کا ارشاد ہے: اِنِّیْ بُعِثْتُ مُعَلِّمًا مِّیْنِیْ تُوْبِیْجِیْہِیْ مُعَلِّمٌ بِنَاکِرٌ گِیَاہُوْنَ۔ اور قرآن پاک نے اس انداز سے بیان کیا ہے وِیَعْلَمُ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَۃَ۔ وہ قرآن و حکمت و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل و کردار، اخلاق و عادات اور تعلیمات نے معاشرہ کو بالکل بدل کر رکھ دیا

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال زندگی کے مکہ والوں کے ساتھ گزارے، جوانی زندگی کا بہترین زمانہ شمار کیا جاتا ہے، لیکن کسی ایک شخص نے آپ کے اخلاق و معاملات پر کسی بھی قسم کی نکتہ چینی نہیں کی بلکہ سب ہی بیکہ زبانِ مدح سرائی میں رطب اللسان رہے، آپ کی معرفت و توصیف کے گن گاتے رہے اور صادق و امین کے لقب سے یاد کرتے رہے،

جب آپ کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا اور سارے جہاں کی اصلاح کی ذمہ داری آپ پر ڈالی گئی، تو یکایک کا یا پلٹ گئی ”دوست دشمن بن گیا، اپنا پرایا ہو گیا“ مگر آپ نے اپنے مشن کو جاری رکھا، ہر آنے والے وقت کا صبر و استقلال سے مقابلہ کیا، آخر فتح و کامرانی نے آپ کے قدم چوم لئے۔

فطرتِ انسانی ہے کہ انسان اپنا مقام و مرتبہ، حیثیت و قار، منصب و اقدار جاہ و چشم آسانی سے نہیں چھوڑتا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک قوموں کا یہی حال رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرضِ نبوت ادا کرنا چاہا تو سخت مشکلیں درپیش تھیں۔ اگر آپ کا فرض اسی قدر ہوتا کہ مسیح علیہ السلام کی طرح صرف تبلیغ و دعوت پر اکتفا فرمائیں، یا حضرت کاظم کی طرح اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکل جائیں۔ تو مشکل نہ تھی، لیکن خاتمِ انبیاء کا کام خود سلامت رہ کر عرب اور صرف عرب بلکہ تمام عالم کو فروغِ اسلام سے منور کر دینا تھا، اس لئے نہایت تدبیر اور تدریج سے کام لینا پڑا، سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ پُر خطر راز پہلے کس کے سامنے پیش کیا جائے،

اس غرض کے لئے صرف وہ لوگ انتخاب کئے جاسکتے تھے جو فیضِ یابِ صحبت رہ چکے تھے، جن کو آپ کے اخلاق و عادات کی ایک ایک حرکات و سکنات کا تجربہ ہو چکا تھا، جو پہلے تجربوں کی بنا پر آپ کے صدق و دعویٰ کا قطعی فیصلہ کر سکتے تھے، یہ لوگ حضرت خدیجہؓ جو آپ کی حرمِ محترم تھیں، حضرت علیؓ تھے جو آغوشِ تربیت میں پلے تھے، زیدؓ تھے جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور بندہ خاص تھے، حضرت ابوبکرؓ تھے، جو برسوں سے فیضِ یابِ صحبت تھے، سب سے پہلے آپ نے حضرت خدیجہؓ کو یہ پیغام دیا وہ سننے سے پہلے مومن تھیں، پھر اور بزرگوں کی باری آئی اور سب ہمہ تن اعتقاد تھے۔

حضرت ابوبکرؓ دولت مند، ماہرِ انساب، صاحبِ الرائے اور فیاض تھے، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت طلحہ ان ہی کی ترغیب اور ہدایت سے اسلام لائے ان کی وجہ سے یہ چرچا چکے چکے، اور لوگوں میں بھی پھیل گیا اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔

ان سابقین اولین میں عمارؓ، خیابؓ بن الارت، ارقمؓ، سعید بن زیدؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عثمان بن مظعونؓ، عبیدہ بن جراحؓ، صہیب رومیؓ، بلال حبشیؓ زیادہ ممتاز ہیں۔

یہ لوگ قریش کے مناصبِ اعظم میں سے کوئی منصب نہیں رکھتے تھے، بلکہ اکثر ایسے تھے مثلاً عمارؓ، خیابؓ، ابوفکیہؓ، صہیبؓ وغیرہ جن کو دولت و جاہ کے دربار میں جگہ بھی نہیں مل سکتی تھی۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو لیکر حرم میں جاتے تو روئے قریش ہنس کر کہتے:

أَهْوَأَ لَآءِ مِنَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے۔

قانونِ قدرت یہی رہا ہے کہ قوموں کا عروج و ناکار و ناتوان، کمزور و مجبور، مفلس و بیکس اور غریب سے شروع ہوتا ہے اور زوال و ویرانی و دولت مندوں سے ہوتا ہے۔

کفار کے نزدیک ان کا افلاس ان کی تحقیر و تذلیل کا سبب تھا، لیکن یہی چیز تھی جس کی وجہ سے ایمان کی دولت سب سے پہلے ان ہی کے ہاتھ آسکتی تھی، دولت و مال ان کے دلوں کو سیاہ نہیں کر سکتا تھا، فخر و غرور ان کو انقیاد حق سے روک نہیں سکتا تھا، ان کو یہ ڈر نہ تھا کہ اگر بت پرستی چھوڑ دیں گے تو کعبہ کا کوئی عظیم منصب ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ غرض ان کے دل ہر قسم کے رنگ سے پاک تھے، اور حق کی شعاعیں ان پر دفعۃً پر تو افگن ہو سکتی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ انبیاء کے ابتدائی پیرو ہمیشہ نادار اور مفلس لوگ ہوتے ہیں۔ عیسائیت کے ارکان اولین ماہی گیر تھے، حضرت نوح کے مقربین خاص کی نسبت کفار کو علی الاعلان یہ کہنا پڑا :

وَمَا نَزَّلَكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا لَنَا بَادِيَ الرَّأْيِ
اور ہم تو بظاہر یہ دیکھتے ہیں کہ تیری پیروی
ان ہی لوگوں نے کی ہے جو رذیل ہیں اور تم
تو تم میں کوئی برتری نہیں پاتے بلکہ ہمارا
فَضْلٌ بَلْ نَحْنُكُمْ كَذِبِينَ ۝
تو یہ خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو۔

()

قریش کی سخت خونخواریاں، جور و ظلم کے شہائد، دولت و مال کی انتہائی ترغیبیں کوئی چیز ان کو متزلزل نہ کر سکی اور آخر انہی کمزور ہاتھوں نے قیصر و کسریٰ کا تخت الٹ دیا۔

تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا، لیکن اب آفتاب رسالت بلند ہو چکا تھا، صاف حکم آیا :
فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ۝ تجھے جو حکم دیا گیا ہے واضح گان کہہ دے۔
وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو جمع

کر کے ایمان کی دعوت دی لیکن سب ناراض ہو کر چلے گئے۔

چند روز بعد آپ نے کھانے پر بلایا، تمام خاندان عبدالمطلب جمع ہوا۔ آپ نے فرمایا: میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کو کفیل ہے اس بار گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا، تمام مجلس پر سناٹا تھا، صرف حضرت علی نے اٹھ کر کہا، گو مجھ کو آشوب چشم ہے، گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے نو عمر ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا، اور ابوہب نے کہا: تَبَا لَكَ يَا مُحَمَّدَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا؟

مکہ کی جو عزت تھی کعبہ کی وجہ سے تھی، قریش کا خاندان جو تمام عرب پر مذہبی حکومت رکھتا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ہمسائیگانِ خدا بلکہ آل اللہ یعنی خاندانِ الہی کہلاتے تھے، اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے، اس تعلق سے قریش کا کاروبار زیادہ پھیلتا گیا، یہاں تک کہ متعدد محکمے اور بڑے بڑے مناصب قائم کئے گئے۔

آغازِ اسلام میں جو لوگ قریش کے رؤسائے اعظم تھے اور جن کی عظمت و اقتدار کا اثر تمام مکہ پر تھا ان کے یہ نام ہیں:

ابوسفیان، ابوہب قریش کا سپہ سالار

ابوجہل سردار قبیلہ

ولید بن مغیرہ قریش کا رئیس اعظم تھا

عاص بن وائل سہمی نہایت دولت مند، کثیر الاولاد اور صاحبِ اثر تھا

عتبہ بن ربیعہ نہایت شریف الطبع اور صاحبِ یاست تھا۔

ان کے علاوہ دیگر لوگ بھی تھے۔

غیر تربیت اور تند خو قوموں کا خاصہ ہے کہ کوئی تحریک جو ان کے آبائی رسم و رواج اور عقائد کے خلاف ہو ان کو سخت برہم کر دیتی ہے، اس کے ساتھ ان کی مخالفت، محض زبانی مخالفت نہیں ہوتی، اور ان کی تشنگی انتقام کو خون کے سوا

کوئی چیز بچھا نہیں سکتی۔

عرب ایک مدت سے بت پرستی میں مبتلا تھے، خلیل بت شکن کی یادگار، کعبہ میں تین سو اٹھ معبودوں سے مزین تھی۔

اسلام کا اصل فرض اس طلسم کو دفعہٴ برباد کر دینا تھا، لیکن اس کے ساتھ قریش کی عظمت و اقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا، اس لئے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور ان میں جن لوگوں کو جس قدر زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا، اسی قدر مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے،

قریش میں سخت بداخلاقیات پھیلی ہوئی تھیں، بڑے بڑے اربابِ اقتدار نہایت ذلیل حرکتوں اور بداخلاقیتوں کے مرتکب تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف بت پرستی کی برائیاں بیان فرماتے تھے دوسری طرف ان بداخلاقیتوں پر سخت دار و گیر کرتے تھے، جس سے ان کی عظمت و اقتدار کی شاہنشاہی متزلزل ہوئی جاتی تھی۔

قرآن مجید میں پیہم علانیہ ان بدکاروں کی شان میں آیتیں نازل ہوئی تھیں، گو طریقہ بیان عام ہوتا تھا، لیکن لوگ جانتے تھے روئے سخن کس طرف ہے۔

اور اس شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات
ہات میں قسم کھاتا ہے، آبرو باختہ ہے
طاعن ہے، چغلیاں لگاتا ہے، لوگوں
کو اچھے کاموں سے روکتا ہے، حد سے
بڑھ گیا ہے، بد ہے، تہذیب اور ان
سب باتوں کے ساتھ جھوٹا نسب بناتا
ہے، اس لئے کہ وہ مالدار اور لڑکوں

وَلَا تَطْعُ كُلَّ حَلَاٍ مَّحِيٍّ
هَكَامَازِ مَسَاءٍ بِمَحِيٍّ
مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ
أَشِيْمٍ عُمِلَ بَعْدَ
ذَلِكَ مَنَانِيْمٍ اَن
كَانَ ذَامَالٍ وَ بَنِيْنِ ه

()

والا ہے۔

کَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَبِهْ
لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ
وہ سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم
اس کی پیشانی کے بال بکڑ کر گھسیٹیں گے
جو کہ جھوٹا اور خطا کا ہے۔

()

لیکن مخالفت کی جو سب سے بڑی وجہ تھی اور جس کا اثر تمام قریش
بلکہ تمام عرب پر یکساں تھا، یہ تھا کہ جو معبود سیکڑوں برس سے عرب کے
حاجت روائے عام تھے اور جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے اسلام
ان کا نام و نشان مٹاتا تھا، اور ان کی شان میں کہتا تھا :
إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ (دوزخ کے اسیدھن ہوں گے۔)

غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان دعوت اور بت پرستی
کی علانیہ مذمت شروع کی تو قریش کے چند معززوں نے ابوطالب سے آکر
شکایت کی ابوطالب نے نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیا، لیکن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ادائے فرض سے باز نہ آسکتے تھے اس لئے یہ سفارت دوبارہ ابوطالب
کے پاس آئی، اس میں تمام رؤسائے قریش عتیبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابوسفیان،
عاص بن ہشام، ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ شریک
تھے، ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے
ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے، ہم کو احمق ٹھہراتا ہے، اس لئے یا تو تم بچہ
سے ہٹ جاؤ، یا تم بھی میدان میں آؤ۔

ابوطالب نے آنحضرت سے کہا : جانِ عم میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال کہ
میں اٹھانہ سکوں، آپ نے ابدیدہ ہو کر فرمایا : خدا کی قسم اگر یہ لوگ
میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لاکر دے دیں تب بھی اپنے
فرض سے باز نہ آؤں گا، خدایا تو اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نشانہ

ہو جاؤں گا۔ ابوطالب نے یہ سن کر کہا: ”جا کوئی تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔“
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور دعوت اسلام میں مصروف رہے۔ قریش اگرچہ
اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ نہ کر سکے، لیکن طرح طرح کی
اذیتیں دیتے تھے، راہ میں کانٹے بچھاتے تھے، نماز پڑھتے میں بسم مبارک
پر نجاست ڈال دیتے تھے، بدزبانیاں کرتے تھے، ایک دفعہ آپ حرم میں
نماز پڑھ رہے تھے عتبہ بن معیط نے آپ کے گلے میں چادر لپیٹ کر اس
زور سے کھینچی کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔

قریش متحیر تھے کہ آپ یہ سب سختیاں کیوں جھیلتے ہیں، انسانی دماغ ایسی
سخت نفس کشی اور جان بازی کا مقصد جاہ و دولت اور نام و نمود کی خواہش
کے سوا اور کیا خیال کر سکتا ہے۔ قریش نے بھی یہی خیال کر کے عتبہ بن ربیعہ
کو آپ کے پاس بھیجا اور کہا محمد! کیا چاہتے ہو؟ کیا مکہ کی ریاست؟ کیا کسی
بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا دولت کا ذخیرہ؟ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے
ہیں اور اس پر راضی ہیں کہ کل مکہ تمہارا زیر فرمان ہو جائے، لیکن ان باتوں سے
باز آ جاؤ۔ لیکن ان سب ترغیبات کے جواب میں آپ نے قرآن مجید کی
یہ چند آیتیں تلاوت فرمائیں

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ
إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ
فَأَسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ
اے محمد کہدے میں تم ہی جیسا آدمی ہوں
مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایسے ایک
خدا ہے، پس سیدھے اس کی طرف جاؤ اور
اسی سے معافی مانگو۔

قُلْ أَتُحِبُّونَ لِكُفْرُونِ بِالَّذِي
خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَتَخَلَّوْنَ
لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ
کہدے کہ کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے
ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور
تم ان کو خدا کے شریک قرار دیتے ہو۔ وہی
سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفین جس بے رحمی سے پیش آتے

تھے بیگانوں سے بھی دیکھا نہیں جاتا تھا، ایک دن ابو جہل نے رودر رو آپ کے ساتھ نہایت گستاخیاں کیں، ایک کنیز دیکھ رہی تھی، حضرت حمزہ شکار سے آئے تو اس نے تمام ماجرا کہا، حضرت حمزہ غصہ سے بیتاب ہو گئے، تیر و کمان ہاتھ میں لئے حرم میں آئے اور ابو جہل کے سر پر کمان مار کر کہا ”میں مسلمان ہو گیا ہوں“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو آپ پر ایمان لاتا وہ بھی مصائب سے دوچار ہوتا، اور جس قدر کمزور ہوتا اسی قدر اس پر مظالم ڈھائے جاتے۔ اسلام جب آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو ان کے قبیلوں نے اپنے حصار حفاظت میں لے لیا تو قریش کا طیش و غضب ہر طرف سے سمٹ کر ان غریبوں پر ٹوٹا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا، ان میں کچھ غلام اور کنیزیں تھیں، کچھ غریب الوطن تھے، جو دو ایک پشت سے مکہ میں آ رہے تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قسم کی عظمت و اقتدار نہیں رکھتے تھے، قریش نے ان کو اس طرح ستانا شروع کیا کہ جو رستم کی تاریخ میں اس کی مثال پیدا کرنا قریش کی یکتائی کی تحقیر ہے

ان میں خباب بن الارت، بلال، عمار، یاسر، سمیہ عمار کی والدہ، صہیب، ابو فکیہ، لبینہ، زہیرہ، نہدیہ، ام عبیس رضی اللہ عنہم ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلال، عامر بن فہیرہ، لبینہ، نہدیہ، ام عبیس کو بھاری داموں پر خرید کر آزاد کر دیا۔

قریش کے ظلم و تعدی کا بادل جب پیہم برس کر نہ کھلا، اور ہر چھوٹا بڑا اس کی زد سے نہ بچ سکا تو رحمت عالم نے جان نثارانِ اسلام کو ہدایت کی کہ حبش کو ہجرت کر جاؤ۔

جان نثارانِ اسلام ہجرت کی تکلیف جھیل سکتے تھے، اور ان کا پیمانہ صبر بے زیر نہیں ہو سکتا تھا لیکن مکہ میں رہ کر فراقِ اسلام کا آزادی سے

بجالاتا ممکن نہ تھا۔

اس کے علاوہ ہجرت سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی تھا کہ جو شخص اسلام لیکر جہاں جاتا وہاں اسلام کی شعاعیں خود بخود پھیل لیتی تھیں، چنانچہ اول اول گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، کفارِ مکہ نے بادشاہ حبش کو بیش بہا تحفے پیش کئے، مسلمانوں پر مختلف الزام تراشیاں کیں، یہاں تک کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ غرض ان کے واپس لانے کے لیے انتہائی کوشش کی لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

قریش دیکھتے تھے کہ اس روک ٹوک پر بھی اسلام کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے عمرو حمزہ جیسے لوگ ایمان لا چکے ہیں، بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دیدی ہے، سفراء بے نیلِ مرام واپس لوٹ آتے، مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس لئے اب یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے۔

چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ مرتب کیا کہ کوئی شخص نہ خاندانِ بنی ہاشم سے قرابت کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا نہ ان سے ملے گا، نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جائے گا، جب تک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کے لئے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ نے لکھا اور کعبہ پر آویزاں کر دیا۔

ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندانِ بنی ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزیں ہو گئے۔ تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کئے دیہ انتہائی سختی کا زمانہ تھا، شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند ہی دن بعد جاں نثار رفیقہ حیات خدیجہ داغِ مفارقت دے گئیں، کچھ ہی عرصہ بعد ابو طالب بھی سدھار گئے، اب آپ کے ستانے کے لئے قریش کو کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، جب حج کا زمانہ آتا اور عرب کے

قبائل ہر طرف سے آکر مکہ کے آس پاس اترتے تو آپ ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے اور تبلیغ اسلام فرماتے، عرب میں مختلف مقامات پر میلے لگتے تھے، جن میں دور دور کے قبائل آتے تھے، آپ ان میلوں میں جاتے اور اسلام کی تبلیغ فرماتے۔ ان میلوں میں عکاظ حواہل عرب کا قومی اور علمی دنگل تھا، اور مجنہ اور ذوالمجاز خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قبائل عرب میں سے بنو عامر، محارب، فزارہ، غسان، مرہ، حنیفہ، سلیم، عبس، بنو نضر، کنندہ، کلب، حارث بن کعب، حذرہ، حضارہ مشہور قبائل ہیں ان میں سب قبائل کے پاس آپ تشریف لے گئے، لیکن ابولہب ہر جگہ ساتھ ساتھ جاتا اور جب آپ کسی مجمع میں تقریر کرتے تو برابر سے کہتا کہ ”یہ دین سے پھر گیا ہے اور جھوٹ کہتا ہے“

تاہم آفتابِ حق کی کرنیں ان کثیف بادلوں میں سے چھن چھن کر سطحِ قلب پر گرتی تھیں اور اطراف و اکناف کو روشن کرتی جاتی تھیں اسلام کو صرف اشتہار اور اعلان کی ضرورت تھی، اور یہ کام خود اعدائے اسلام نے انجام دیا۔ طفیل بن عمرو بن جوحہر کا مشہور شعر تھا، عمرو بن عبسہ سلمی، ضحاک بن ثعلبہ ازد شنو کے رئیس اور ان کے قبائل اسی طرح مشرف بہ اسلام ہوئے۔

سالہ نبوی میں عقبہ کے پاس جہاں اب مسجدِ عقبہ ہے، قبیلہ خزرج کے چند اشخاص آپ کو نظر آئے آپ نے ان سے نام و نسب پوچھا، انہوں نے کہا ”خزرج“ آپ نے دعوتِ اسلام دی اور قرآن مجید کی آیتیں سنائیں، ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا دیکھو یہود ہم سے اس اولیت میں بازی نہ لیجائیں، یہ کہہ کر سب ایک ساتھ اسلام قبول کر لیا یہ چھ شخص تھے۔

ابو الہیثم بن تیہان، اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک بن عجلان، قطیبہ بن عامر، جابر بن عبد اللہ۔
دوسرے سال بارہ شخص مدینہ منورہ سے آئے اور بیعت کی اس کے ساتھ

اس بات کی بھی خواہش کی کہ احکام اسلام کے سکھانے کے لئے کوئی معلم ان کے ساتھ کر دیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیرؓ کو اس خدمت پر مامور فرمایا، وہ مدینہ میں آکر اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے۔ یہ مدینہ کے نہایت معزز رئیس تھے، روزانہ معمول تھا کہ انصار کے ایک ایک گھر کا دورہ کرتے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن مجید پڑھ کر سناتے روزانہ ایک دو نئے آدمی اسلام قبول کرتے، رفتہ رفتہ مدینہ سے قبا تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ تھے، ان کا اسلام لانا تمام قبیلہ اوس کا اسلام قبول کر لینا تھا۔

اگلے سال ۲، اشخاص حج کے زمانہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، اس موقع پر حضرت عباس جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انہوں نے انصار سے خطاب کر کے کہا کہ وہ خزرج! محمدؐ اپنے خاندان میں محترم اور محترم ہیں، دشمنوں کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ ان کے لئے سینہ سپر رہے، اب وہ تمہارا پاس جانا چاہتے ہیں، اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دیدو۔

برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب کر کے کہا: ”ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں“ وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ ابو الہیثم نے بات کاٹ کر کہا: ”یا رسول اللہ! ہم سے اور یہود سے تعلقات ہیں، بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے، ایسا نہ ہو کہ جب آپ کو قوت اور اقتدار حاصل ہو جائے تو آپ ہم کو چھوڑ کر اپنے وطن چلے جائیں آپ نے مسکرا کر فرمایا: ”نہیں، تمہارا خون میرا خون ہے، تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں“ آپ نے اس گروہ میں سے بارہ شخص نفیب انتخاب کئے جو رئیس القبائل

تھے۔ ان کے نام یہ ہیں : اسید بن حضیر، ابو الہیثم بن تہان، سعد بن خنیسہ، سعد بن زرارہ، سعد بن الربیع، عبد اللہ بن رواحہ، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو، براؤ بن معرور، عبد اللہ بن عمرو، عبادہ بن الصامت، رافع بن مالک،

جب مدینہ میں اسلام کو پناہ حاصل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اجازت دی کہ مکہ سے ہجرت کر جائیں، قریش کو معلوم ہوا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کی، لیکن چوری چھپے لوگوں نے ہجرت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ اکثر صحابہ چلے گئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکرؓ و علیؓ رہ گئے، جو لوگ مفلسی سے مجبور تھے وہ مدت تک جلسے۔

قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینہ میں جا کر طاقت پکڑتے جا رہے ہیں تو دارالندوہ میں اجلاس طلب کیا، جس میں ہر قبیلہ کے رؤساء شریک ہوئے اور اپنے اپنے مشورے دئے۔ ابو جہل نے کہا ہر قبیلہ سے ایک شخص انتخاب کیا جائے اور پورا مجمع ایک ساتھ ملکر تلواروں سے ان کا خاتمہ کر دیں، اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور آل ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے، اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا اور سرِ شام آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا۔

کفار نے جب آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور رات زیادہ گزر گئی تو قدرت نے ان کو بے خبر کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سوتا چھوڑ کر باہر آئے کعبہ دیکھا اڈ فرمایا "مکہ" ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھے رہنے نہیں دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور جبلِ ثور کے غار میں جا کر پوشیدہ ہو گئے، قریش نے تعاقب کیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے دہانہ تک آ گئے، آہٹ پا کر حضرت ابو بکرؓ نے غمزہ لہجہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اپنے قدم پر ان کی نظر پڑ جائے تو یہ ہم کو دیکھ لیں گے، آپ نے فرمایا: لَا تَحْزَنَ

إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا « گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے ۔

چوتھے دن آپ غار سے نکلے ، عبد اللہ بن اریقط کی رہنمائی میں ایک رات دن برابر چلے ، دوسرے دن دوپہر کے وقت قدرے آرام کیا ، خزانہ ثنیۃ ، المرۃ ، لقت ، مدلجۃ ، مرج ، حداید ، اذاخر ، رابع ، ذاسلم ، عثمانیہ ، فاختہ ، عرج ، حدوات ، بدکوۃ ، عقیق ، جشاشہ کی منازل طے کر کے مدینہ منورہ کی بالائی آبادی قیار میں مکثوم بن الہدم خاندان کے افسر کے یہاں پہنچے ، تمام خاندان نے جوش مسرت میں اللہ اکبر کا نعرہ مارا ، یہ فخران کی قسمت میں تھا کہ میزبان دو عالم نے ان ہی کی مہمانی قبول کی ۔

یہاں آپ نے چودہ دن قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد ڈالی ، مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ آپ خود بھی کام کرتے تھے ، یہی وہ مسجد ہے جس کی شان میں قرآن مجید میں ہے :
 مَسْجِدَ اُسْتَسْبٰتِ بَنِي اٰدَمَ
 عَلٰی الْبَقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ
 اَحٰیثُ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ
 فِیْہِ رِجَالٌ یَّحِبُّوْنَ اَنْ
 یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ
 الْمُطَهَّرِیْنَ ۝
 وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے ، وہ اس بات کی زیادہ سختی ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو ، اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو پاکی بہت پسند ہے اور خدا پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

چودہ دن بعد آپ شہر مدینہ میں وارد ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری کو میزبانی کا شرف بخشا ، سات مہینہ تک آپ نے یہیں قیام فرمایا ، اس اثناء میں جب مسجد نبوی اور اس پاس کے محبے تیار ہو گئے تو آپ نے نقل مکانی فرمائی ، اور سب سے پہلے مہاجر و انصار میں مواخاۃ کا رشتہ قائم کیا ، جو ماں جاتے بھائی سے بھی زیادہ مضبوط ثابت ہوا ، پھر یہود مدینہ سے ان شرائط پر صلح معاہدہ کیا (۱) خونبہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا ہے ، اب بھی قائم رہیگا ۔

(۲) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی، ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

(۳) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(۴) یہود یا مسلمان کو کسی سے لڑائی پیش آنے کی تو ایک فریق دوسرے فریق کی مدد کرے گا۔

(۵) کوئی فریق قریش کو امان نہیں دے گا۔

(۶) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق شریک یکدگر ہوں گے۔

(۷) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

مدینہ میں مسلمانوں کو اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کا پورا پورا موقع ملا، مگر مکہ میں صرف ایک ہی دشمن کفار تھے، مدینہ میں دو مزید دشمن پیدا ہو گئے ایک یہود و نصاریٰ دو سر منافقین، مکہ کی مصیبت گوسخت تھی، لیکن تنہا اور منفرد تھی، مدینہ آکر وہ گونا گوں بن گئیں۔

مکہ میں تیرہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی ذات و صفات پر یقین کے پختہ و مضبوط کرنے کی محنت و مشقت کرائی، جو ر و ظلم پر فاعفو و اصفحوا "جانے دو در گذر کرو" کا درس دیا۔ مدینہ میں عبادات اور اس کے طریقے، معاملات اور اس کے احکامات کی عملی مشق کرائی اور خدا کے وعدوں کا مشاہدہ کرایا۔ جس سے اخلاق سنورے اور ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔

مدینہ میں اشاعت اسلام کے لئے طاقت و قوت کے استعمال کا بھی حکم دیدیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے :

اُذِتْ لِّلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ جِن سے لڑائی کی جاتی ہے (مسلمان) ان بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَاِنَّ اللّٰهَ کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے

عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدْ تَوَكَّلْنَا ۝

کیونکہ ان پر ظلم کیا جا رہا ہے اور خدا ان کی مدد پر قادر ہے

()

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
الَّذِينَ يُفَاتِلُونَكُمْ

خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔

چنانچہ غزوات کا سلسلہ شروع ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تک مسلسل ساتھ کے قریب سرایا بھیجے اور تائیس یا انتیس یا پچیس یا کم و بیش غزوات میں حضورؐ شریک ہوئے، سات غزوات بہت مشہور ہیں: بدر، احد، خندق، قریظہ، بنی المصطلق، فتح مکہ، حنین۔ ان سب کا مقصد مظلوموں کو ظلم سے نجات دلانا، دنیا سے فتنہ و فساد کو مٹانا امن و امان قائم کرنا، بُرائی و اچھائی میں تمیز کا شعور پیدا کرنا، کائنات و مخلوقات کی بجا خالق کائنات کے آگے سہنگون ہونا، اس کی حاکمیت و مالکیت تسلیم کرنا، اسی کو حاجت روا و مشکل کشا جاننا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، نیکی کا حکم دینا، بُرائی سے روکنا، ہر ایک کے مقام و مرتبہ کو پہچاننا، ہر ایک کے حقوق ادا کرنا۔ رہن سہن، لین دین، شادی و غمی، رنج و خوشی، غرض زندگی کے ہر شعبہ کی ایسی اصلاح کرنا تھی جس کے بعد معاشرہ کسی اصلاح کا محتاج نہ رہے، اور جو مال و دولت حاصل ہو اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنا۔

ارشادِ باری ہے :

اذن للذين يقاتلون بائنه
ظلموا وان الله على
نصرهم لقدير ۝

جن لوگوں سے لوگ لڑائی کرتے ہیں، ان کو اس بنا پر لڑنے کی اجازت دی گئی کہ ان پر ظلم کیا گیا اور خدا ان کی مدد پر قادر ہے۔

الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
بغیر حقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا
اللَّهُ۔ (ج)

وہ لوگ جو اپنے گھروں سے صرف اس بنا پر نکال دیئے گئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ (انفال) اور ان سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے
 قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (انفال) ان لوگوں سے لڑو جو نہ خدا پر اعتقاد رکھتے ہیں
 وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 نہ قیامت پر اور جن کاموں کو خدا اور رسول نے حرام قرار دیا ہے ان کو حرام نہیں سمجھتے۔

(براءۃ)

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ
 اور جان لو کہ تم کو جو کچھ مال غنیمت ملے تو اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کا ہے،
 وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
 اور رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں
 وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ (انفال) کا اور مسافروں کا۔

یوں تو ہر ایک ہادی مصلح، رہبر و رہنما نے اپنی قوم و ملت کی اصلاح کی
 کوشش کی مگر حجاب سب قوموں کا ایک ہی سارہا، جس کی پاداش میں کچھ کو تو صفیہ بستی
 ہی سے مٹا دیا گیا، اور ہر ایک کو نہ ماننے کی سزا ملی جو اس کے جرم کے موافق و مطابق
 تھی، قوم نوح، قوم فرعون کو پانی میں غرق کیا گیا، قوم عاد کو باہر صحرے، قوم ثمود کو
 ہولناک آواز سے، قوم شعب کو ہولناک چیخ اور ہیبت ناک کڑک اور تیز و تند
 ہوا بھیج کر، قوم لوط کی بستی کو الٹ کر اور پتھروں کی بارش برسا کر اور آندھی بھیج کر تباہ
 و ہلاک کیا۔

ہادی عالم، فخر و عالم، رحمت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم یا طبقہ یا
 ملک کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے تھے، بلکہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں
 کے لئے مصلح بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ارشاد ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ
 اور آپ کو بھیجا گیا ہے تمام عالم کے انسانوں
 بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
 کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا
 النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
 لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اس لئے سارے انبیاء و مصلحین سے زیادہ ستائے گئے، تکالیف و مصائب سے آزمائے گئے، حضرت نوح کی طرح پتھروں سے مارے گئے، حضرت یونس کی طرح غارِ ثور میں رہے، حضرت یوسف کی طرح شہرِ ابلی طالب میں محصور رہے، جو اس قید و بند سے کہیں زیادہ سخت تھی جس میں کھانا تک میسر نہ تھا۔ حضرت ابراہیم کی طرح ترکِ دطن کیا مگر آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اور پیشانی پر شکن تک نہ پڑی۔ ارشادِ نبوی ہے :

مَا أَوْذَى فِي اللَّهِ أَحَدٌ كَمَا أَوْذِيَ نَبِيَّ اللَّهِ يَهْنَأُ فِي جِسْمِهِ مِثْلُ سَيْفٍ
اور تکلیف دیا گیا ہوں اتنا کوئی دوسرا نہیں ستایا گیا اور نہ تکلیف پہنچائی گئی
قوموں کے ستانے پر انبیاء کے خدا سے قوموں کو بدلوا یا مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو بدلا، طائف میں جب آپ پر پتھر برسائے گئے تو جبریل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کے ساتھ بھیجے گئے۔ جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا خدا نے آپ کی وہ تمام گفتگو سُن لی جو طائف والوں نے آپ سے کی ہے، خدا نے یہ پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، پہاڑوں کے فرشتے نے سلام کے بعد عرض کیا اگر آپ حکم دیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ملا دوں کہ بستی والے پس کر رہ جائیں یا جو حکم ہو، رحمۃ اللعالمین نے فرمایا مجھے امید ہے اگرچہ یہ ایمان نہیں لارہے ہیں مگر ان کی اولادیں ضرور ایمان لائیں گی، جنگِ احد میں دندانِ مبارک شہید ہوئے، چہرہٴ انور پر زخم آئے مگر سرِ اہمیتِ اقدس کی زبان پر یہ الفاظ تھے اللہم اھد قومی فانہم لا یعلمون "بارِ الہا! ان کو صحیح راہ دکھلا دے یہ میرے مرتبہ و مقام کو پہچانتے نہیں ہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سال محنت سے اس خطہٴ زمین کو

جو تہذیب تمدن سے بیگانہ و نا آشنا تھا، جس کے رہنے والے کسی اصول کے پابند نہیں تھے کسی کی اطاعت کے قائل نہیں تھے، ایسا مہذب و متمدن بنا دیا جو دنیا کی ہر قوم سے زیادہ یا اصول و زیادہ مطیع و فرمانبردار تھے بلکہ تمام مہذب و متمدن قوموں کے استاد بنے اور ان کو ایسے اخلاق سے آراستہ کیا جو رہتی دنیا تک نمونہ رہیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم و تربیت، عمل و کردار، سیرت و اخلاق سے شعیہ ہائے زندگی کے ہر شعیہ کو ایسا مریض و مزین اور مکمل فرمایا کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو آج بھی ہر فرد بشر راحت و آرام چہن و سکون کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے : **إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ حَقِيقًا** آپ بہت ہی بلند اخلاق ہیں۔ دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا مقصد بھی یہی تھا، ارشاد فرماتے ہیں : **بُعِثْتُ لَأُتِمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ** مجھے تو بھیجا ہی مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے ہے۔ آج دنیا اصلاحِ معاشرہ کے لئے سرگرداں ہے، خود مسلمان بھی پریشان ہے جس کی وجہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روگردانی اور یقین و عمل سے بیزاری ہے۔ اپنے معاشرہ کی اصلاح کے ایسے قوانین دیئے ہیں کہ جو قوم ان پر عمل کرے گی کامیاب ہوگی۔ ارشادِ باری ہے :

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَفْصَابُ اس میں شک نہیں کہ شراب اور جوا
وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام
الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ شیطان کے اعمال میں سے ہیں سو ان
تُفْلِحُونَ ۝ (مائدہ آیت ۹۰) سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔

وَأَعِظُمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو

وَلَا تَفْرَقُوا (آل عمران آیت ۱۳)
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا
فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِجْكُمْ
وَاصْبِرُوا -
(الانفال - آیت ۴۶)

مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا
اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور
آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے
تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال
جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔

وَأَبِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ
تَبَذِيرًا (الاسراء - آیت ۲۶)
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْئُولًا ۝ اِيضًا آیت ۳۴
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ
ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (ایضاً آیت ۵۷)
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا -

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسکینوں
کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے
مال نہ اڑاؤ۔
اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں
ضرور پرسش ہوگی۔
اور جب (کوئی چیز) ماپ کر دینے لگو تو سچا پورا بھرا
کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تول
کرو یہ بات اچھی بات اور انجام کے لحاظ بھی بہتر ہے
اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی
اور بُری راہ ہے۔

(ایضاً آیت ۳۲)
فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا
تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ
وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ
إِصْلَاحِهَا (الاعراف آیت ۸۵)

تو تم ماپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں
کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں
اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔

کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ۔ (آل عمران آیت ۱۱۰)

(مؤمنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں
میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک
کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے
منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

ارشادِ نبوی ہے :

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ
عَنْ رَاعِيَّتِهِ
لَا يُؤْمِرُ أَحَدُكُمْ حَتَّى
يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ
لِنَفْسِهِ
أَمَّا أَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ
حَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُرْمَةُ يَوْمِكُمْ
هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي
شَهْرِكُمْ هَذَا۔

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر نگہبان
سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی
تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں
ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے
بھی وہی پسند نہ کرے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا
ہے بلاشبہ تمہارے مال اور عزتیں ایک دوسرے
کی تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا ماسن
کی حرمت تمہارا اس شہر اور اس مہینہ کی
حرمت ہے۔

لَا فَخْرَ لِعَرَبٍ عَلَى عَجَمٍ وَلَا
لِعَجَمٍ عَلَى عَرَبٍ وَلَا لِأَسْوَدَ
وَلَا لِأَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى۔

نہ کسی عربی کو عجمی پر نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ
کالے کو نہ سرخ کو کوئی فضیلت بجز تقویٰ
کے حاصل نہیں۔

كُلُّكُمْ ابْنَاءُ آدَمَ وَآدَمٌ مِنْ
تُرَابٍ۔

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے
پیدا ہوئے تھے۔

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ
وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْتَرُهُ

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی
ہے، اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے جب

وہ مدد کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے، بے مدد کئے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے۔

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے
و مالہ و عرضہ۔ قابلِ احترام ہے۔ اس لئے اس کا خون

بہانا، اس کا مال چھیننا، اس کی آبروریزی کرنا سب حرام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر سی جدوجہد سے وہ نفوسِ قدسیہ
تیار کئے جو ہر طرح کا مل و مکمل تھے، جن سے خدا راضی و خوش ہوا اور ان پر اپنی
نعمتیں تمام کیں اور ان کے لئے امن و سلامتی والا طریقہ و مذہب پسند
کیا۔ ارشاد ہے :

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل
اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں
لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا (مائدہ آیت) اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔
اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ للعالمین اور راہدی و راہبر بنا کر
بھیجا اور سب کے لئے آپ ہی کا اسوہ پسند کیا۔ فرمایا :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

ملک و قوم جب تباہی و بربادی کی طرف گامزن ہوتی ہیں تو ان کے صاحبِ
ثروت و صاحبِ اقتدار میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ وہ ملک و مملکت کو اپنے مفادات
پر قربان کرنے لگتے ہیں، عیش و عشرت ان کا مقصد حیات بن جاتا ہے۔ ظلم و ستم
بر رواج ان کی عادت ہو جاتی ہے جس سے باہمی فساد ہوتا ہے، فتنے بپا ہوتے
ہیں، قتل و غارت گری اور خونریزی ہوتی ہے۔ پھر خدا بھی ان کو ڈھیل

دیدیتا ہے تاکہ وہ اس حد تک پہنچ جائیں جہاں عذاب و پکڑ واجب ہو جاتی ہے پھر ان کو تہ بالا کر دیا جاتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

اِذَا ارَدْنَا اَنْ نَّهْلِكَ قَرْيَةً
اَمَرْنَا مَنْ فِيهَا ففْسَقُوا فِيهَا
فَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فَنَزَّلْنَاهَا
نَارًا مِّنْ اَوْفَاكِهَا ۝

اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اُس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا

(الاسراء۔ آیت ۱۶)

وہ لوگ بہت سے بلغ اور چپے چھوڑ گئے اور کھیتیاں اور نفیس مکان اور آرام کی چیزیں جن میں عیش کیا کرتے تھے۔ پھر ان پر نہ تو آسمان وزمین کو رونا آیا اور نہ ہی ان کو مہلت دی گئی۔

وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ (الدخان ۲۵ تا ۲۹) تم اہل زمین پر رحم کرو خدا تم پر رحم فرمائے گا۔

جب کسی قوم و ملت کی اصلاح ہوئی ہے تو کمزور و مجبور، نادار و ناتوانوں سے شروع ہوئی ہے۔ یہ ہی قانونِ قدرت رہا ہے، کیونکہ ان کو حق و صداقت کے ماننے و تسلیم کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی نہ کوئی حرص و طمع، ثواب و آرزو رکاوٹ بنتی ہے، جس کی وجہ سے انہیں ہر قسم کی قربانی دینا بھی سہل و آسان ہوتا ہے۔

اسلام کی کامیابی و کامرانی کا سب سے بڑا راز آخرت کا یقین ہے۔ ہر مسلمان کی آخرت پر نظر رہتی ہے، اس لئے اس کا ہر عمل خواہ عبادات ہوں خواہ معاملات وہ دنیا کے نفع و نقصان سے بے نیاز و بے پروا ہوتا ہے اور آخرت کے نفع کا

خواہشمند ہوتا ہے، وہ اپنے حقوق چھوڑتا ہے، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی فکر میں لگا رہتا ہے، اگر اس سے کوئی لغزش و جرم سرزد ہو جاتا ہے، تو وہ دنیا ہی میں اس کو بر داشت کر لیتا ہے، آخرت پر نہیں چھوڑتا۔ عہد نبوی میں حضرت ماعز بن مالک سے زنا سرزد ہوا آپ نے بارگاہ رسالت سے اپنے جرم کی سزا قبول کی، اور آخرت کی سزا سے اپنے آپ کو بچایا، آپ کی توبہ ایسی مقبول بارگاہ ہوتی جس پر رحمۃ للعالمین نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ماعز کی توبہ مدینہ والوں پر تقسیم کر دی جائے تو تمام اہل مدینہ کے گناہ معاف ہو جائیں۔ ایسے صحابہ اور تابعین کے بہت سے واقعات ہیں۔ دورِ حاضر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے یقین اٹھ گیا ہے، عمل جاتا رہا ہے، مشاہدات کیسے ہوں؟ یقین کمزور، اعمال بے روح نتائج کیسے برآمد ہوں؟ مخبر صادقؑ نے اس کی اس طرح خبر دی ہے ارشاد ہے :

ماہ قاری القرآن والقرآن ایک وقت ایسا آئے گا۔ جب قاری قرآن یلعنہ پڑھے گا اور قرآن اس پر لعنت بھیجتا ہوگا۔
دب قاری القرآن والقرآن لا یتجاوز ایک وقت ایسا آئیگا۔ جب قاری قرآن عن حاجرہم۔ پڑھے گا اور قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، یعنی وہ اس پر عمل نہیں کرتا ہوگا

اسلام کے بارے میں فرمایا : لا یبقی الا اسمہ اسلام کی حقیقت درود نکل جائے گی صرف رسم بن کر رہ جائے گا۔

قرآن اپنے اثرات کے اعتبار سے وہ ہی ہے جو پہلے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ویسے ہی جاندار و با اثر ہیں جیسے آپ کے وقت میں تھے، صرف ہمارے یقین و عمل کی کوتاہی ہے جس کی بناء پر ذلت و رسوائی، علامی و پستی ہمارا مقدر ہو کر رہ گئی ہے۔

قرآن نے بیانگِ دہل اعلان کیا ہے، خدا کے یہاں اسلام ہی قابلِ قبول ہے
اس کے علاوہ دوسرا کوئی طریقہ حیات مقبول نہیں ہے۔ ارشادِ باری ہے:
وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا جَوْشَخْصِ اِسْلَامِ كَے علاوہ كوئى دوسرى
فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ رَاہِ اِختیار كر گيا وہ ناقابلِ قبول ہے۔
اسلام ہی دنیوی و اخروی عزتوں کا ضامن ہے۔ اسی بناء پر قرآن نے مومنوں کے

بارے میں کہا ہے :

أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ
مسلمانو! تم ہی ہر امتِ بار سے بلند و برتر
ہو اگر تمہارا ایمان کامل ہے

مگر چونکہ من حیث المجموع ہمارے سامنے اسلامی نمونے نہیں ہیں جس سے
اسلامی تعلیمات کے نتائج کا مشاہدہ ہو، اس لئے آج جو چاہتا ہے اسلام کے
بارے میں جس طرح زبان کھول دیتا ہے، ورنہ حقیقت بالکل اس کے خلاف
ہے۔ اس پر ہمارے سلف کا عمل شاہد و گواہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع میں اپنے جانثاروں سے صفا
الفاظ میں فرمایا تھا :

تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ إِنْ تَمَسَّكْتُمْ
بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي كِتَابُ اللَّهِ
دو چیزیں میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں
اگر تم ان پر عمل پیرا رہے تو ہرگز بے راہ نہیں
ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسری میری سنت۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کو آیت میں واضح کیا ہے

بقدر طاقت اصلاح مقصود ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری : آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

مبادی التصوف

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تحقیق الزیویا

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

امام ابو حنیفہ

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

امام ابو حنیفہ

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

حیات

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

عسری نصائے

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی

از مولانا ذاکر محمد رفیع

فاضل دارالاسلام پٹنہ، پٹنہ، بھارت

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع، لاہور

فونیس، لاہور

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

السدود والمقصود

بیم، لاہور

ناشر

ڈاکٹر محمد رفیع

الترجمہ کتب دہلی

لے ۱۰۰، دارالاسلام پٹنہ، بھارت

کراچی ۱۹۹۰ء

مطبوعات الرحيم ابي طه

① كتاب الآثار

تأليف الامام عظيم ابو حنيفة عثمان بن ثابت كوفي

برواية امام رباني محمود حسن الشيباني رحمه الله

تقديم وتحقيق العصور مولانا محمد عبد الرشيد النعماني مدظلله

وبيايه - التعليق المختار على كتاب الآثار للعلامة الفهامة

مولانا عبد الباقي فزعي على رحمة الله

وبيليه - الإيضاح بمعرفة رواة الآثار

حافظ الدهر ابن حجر العسقلاني رحمه الله

وبيليه - الاختيار في ترتيب الآثار

محمد الثاني بن عبد السلام الششتي مدظلله

② الإنصاف والشرح : تأليف المحدث الكبير ابو الطاهر

جمال الدين يوسف بن فرغل بن عبد الله البغدادي بسط الجوزي

تعليق العلامة ابن حجر بن محمد بن الحسن زاهد الكوثري

③ اللآلئ المصنوعة في الروايات المرفوعة مفتي سيد

④ محبة الفكر في توطيع نخبه الفكر

تأليف حافظ احمد بن علي المعروف بابن حجر العسقلاني رحمه الله

بتحقيقه : مفتي محمد عبد الله ثوري رحمه الله

فوائد عجيبة : مولانا محمد عبد الرشيد النعماني مدظلله

⑤ مقامات حريري : تأليف ابو محمد قاسم

بن علي حريري البصري

مترجم ومختصر - مولانا سديق احمد نوري تميز مولانا اعزاز علي

شيخ الادب والفقه والعلوم ورويه

⑥ المدخل في اصول الحديث للحاكم النيسابوري

تصوير المدخل - مولانا محمد عبد الرشيد النعماني مدظلله

⑦ أوجز السير لخير البشر : تأليف ابو الحسين

احمد بن فارس بن زكريا القزويني الرازي

الجواهر السنية في السيرة النبوية

تأليف : الامام تقي الدين محمد علي الحسن النعاسي

تلخيص السيرة الصغرى

تأليف : العلامة الحافظ ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن علي

نقحة العرب : مولانا اعزاز علي رحمه الله

شيخ الادب والفقه والعلوم ورويه

⑨ الشبان في آداب حملة القرآن :

تأليف : امام يحيى بن شرف الدين النووي الشافعي

وبيليه فتح الكريم الملتان في آداب حملة القرآن :

تأليف : علامه علي بن محمد المعروف الضياء المصري

الاربعةين التووى : تأليف الامام النووي مع عرفيه انكليزي اردو

⑪ جامع الصلوات ومجمع السعادات في الصلاة على سيد السادات

تأليف العارف الرباني فضيلة الشيخ يوسف بن اسماعيل النبهاني رحمه الله

الحجاب في الاسلام : للشيخ العلامة الجليل حيد حسن خان

تذكره علامه جلال الدين سيوطي از مولانا ذكرا محمد عبد الحليم شتي

زاد المتقين في تأليف شيخ عبد الحق محدث دهاوي رحمه الله

سلوك طريق اليقين : ترجمه شرح از مولانا ذكرا محمد عبد الحليم شتي مدظلله

تحقيق الرؤيا (ترجم) تأليف شاه عبد العزيز محدث دهاوي رحمه الله

شرح فقه الكبر (فارسي) از مولانا عبد الحكيم العلوم فزعي على كهنوي (زير طبع)

هداية النحوي : (عربي ثاب) تصحيح وتعليق : السيد قاسم عيسى

الكافية في النحو : (عربي ثاب) لابن حبيب

تحقيق وتقديم وتعليق : الدكتور نجيب عبد الله

مرآة النحوي : (عربي ثاب) ابن كير

تأليف : للشيخ الحق ابو الحسن حميد الدين القزويني

تقديم وتعليق وتزئين : فضيلة الشيخ مولانا

محمد اخوان البخشاني. قیمت :- ۲۵/-

الاجرومية في النحو عربي كير

الامام ابو عبد الله محمد بن محمد بن داود الصنهاجي المغربي

حاشية الاجرومية بقلم فضيلة

الشيخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم قيرت :-

التسهيل في شرح ابن عتيق بزاد علي كير

الرب الفاضل جديد

معلم الصرف : تأليف : مولانا مفتي التسهيل الرضائي

تبويب الصرف : =

تبويب القن : =

معلم النحو : =

حيات شاه محمد اسحاق محدث دهاوي

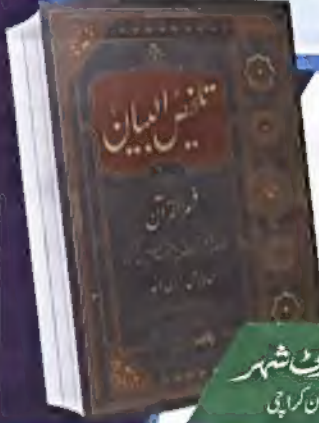
تصنيف مولانا حكيم سيد احمد بركان

الرحيم ابي طه



مضامین قرآن ایک ایسا وسیع ترین معلوماتی بحر تھیں کہ جس تک فحی درجہ کی رسائی کسی کی ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی۔ صاحب فکر و ذوق اہل علم نے اپنے اپنے دور میں مخصوص علمی دائرے میں رہتے ہوئے جزوی طور پر اس کی ترتیبی و منتخب ترتیب قائم کرنے کی کاوش کی ہے۔ یاد رہے قدیمی اصطلاحات کی جگہ جدید علمی اصطلاحات معرض وجود میں آچکی ہیں ہمارا سامنا افکار باطلہ (عقائد فاسدہ) کے ساتھ باطل نظاموں سے بھی ہے۔ ان سے آگہی اور اسلامی نظام برحق کی ہمہ جہتی برتری کا علمی شعور ہماری اہم ترین ضرورت ہے (اور رہے گی)۔ ”تفہیم البیان“ میں عصری تقاضوں کی اہم ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے منتخب مضامین قرآن کی اہم تر جہتی فہرست (450 مضامین قرآن) کی نشاندہی سمیت 112 فقرہ جی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ جسمیں عصر حاضر کے افکار باطلہ اور ذہنی غلطیات کو دور کرنے کی اہم کاوش نیز اسلامی نظام کے اہم ترین عنوانات کو وقت کے اہم علمی تقاضے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے مرعوب ہونے کی بجائے مضامین قرآن کی روشنی میں امت مسلمہ کی رہنمائی ہمارا دینی فریضہ ہے۔

اپنے علمی اناٹے کی حفاظت اور مطالعہ ہمارے لئے اڑھ ضروری ہے۔



تَفْہِیْمُ البَیَانِ

مولانا محمد زاہد انور جامعہ عثمانیہ شروکت شہر
فاضل جامعہ علوم الاسلامیہ غوری ٹاؤن کراچی

جدید علوم پر دسترس کے دعوے داروں کا خیال ہے کہ حاطین علوم دینیہ کو عصر حاضر کے چیلنجز کا ادراک نہیں، ہمارا اصرار ہے کہ قرآن و سنت میں ہمہ جہتی چیلنجز (اعتقادی، معاشی، معاشرتی نیز اخلاقیاتی امراض) کا کامیاب علمی علاج تجویز کیا گیا ہے جملہ ادیان باطلہ (نظام بائے باطلہ) کے مقابلے میں صداقت قرآن (حق) کے ابدی چیلنج کو ہر دور میں دوبرانے کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن مقدس کو عالمی آئین الہی کے طور پر سمجھنے نیز منتخب مضامین قرآن اور مختصر خلاصہ مفہوم آیات کے مطالعہ کیلئے ”تفہیم البیان فی فہم القرآن“ بفضلہ تعالیٰ اہم دینی و عصری حقائق کے حوالے سے (جدید اسلوب میں) بہترین علمی تحفہ ہے، ایک بار ضرور مطالعہ کیجئے!

- امام الاولیاء و شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کا مکمل ترجمہ قرآن عزیز اس کا جزو خاص ہے۔
- وقت کے اہم تقاضوں پر چشم کشا حقائق کی نشاندہی کرتا فکر آمیز مقدمہ۔
- آیات نمبر کے مطابق خلاصہ مفہوم آیات کا نیا اسلوب (مختصر ترین الفاظ میں مفہوم کلام الہی کو بیان کرنے کی اہم کاوش)۔
- آخر میں چند اہم نوعیت کے علمی مضامین جن میں تحقیق محمود از افاضات محمود، اہم ائمہ حضرت شاہ ولی اللہ کا فہم دین کے حوالے سے خصوصی نقطہ نظر اور فکر محمود، بالخصوص خلاصہ مضامین قرآن جیسے اہم عنوانات شامل ہیں۔
- ہر علمی لائبریری کی ضرورت نیز مدارس کے مدرسین، علماء و طلباء (مع عالما و طالبات)، خطباء اور مساجد میں درس قرآن دینے والے حضرات سمیت جملہ اہل علم کیلئے و قیہ علمی و معلوماتی خزانہ۔
- عصر حاضر کے اکابر و علماء کا پسند فرمودہ۔

انتہائی دلکش طبعیت اور عمدہ کاغذ کے ساتھ مناسب قیمت پر۔

نیا ایڈیشن نئی ترتیب و تصحیح کے ساتھ (اضافہ شدہ) دو جلدوں میں دستیاب



(مدارس کے علماء و طلباء مع عالما و فاضلات کے لئے تاجرانہ قیمت پر رعایتی دستیابی)

جامعہ عثمانیہ شروکت شہر
0333-6176051
0332-7236793

5 لوز بال ہسٹس سکسٹر اور بازار لاہور
0321-9464017
042-37361460

نفیس قرآن کمپنی

منتخب 112 استنباطی مضامین قرآن (بحوالہ آیات، سورۃ)

میں سے چند اہم عنوانات کی جھلکیاں

اسلام کا نظام اعتقادات ☆ اسلام کا نظام عبادات ☆ اسلام کا نظام نظافت ☆ اسلام میں سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریحی حیثیت و عظمت ☆ اسلام میں نظریہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حقیقت آمیز تجزیہ ☆ اسلام کا نظام امن ☆ قرآنی حقائق کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد؟ ☆ اسلام، عقل اور سائنس ☆ اسلام میں نظریہ رویت ہلال اور سائنسی استدلالات ☆ وحی رسالت اور وحی بمعنی الہام والقاء کے متعلق شرعی حقیقت ☆ اسلام کا نظام محنت ☆ اسلام کا نظام معیشت اور طبقاتی نظام (موازنہ) ☆ نظریاتی و تہذیبی اختلاف کے فکری نتائج ☆ اسلام میں حقوق نسواں ☆ عالمی معاشی و باء (سودی نظام) ☆ معاملات کے لین دین کا قانونی نظام ☆ بین المذاہب مکالمہ ☆ فرقہ واریت کی اصولی بحث ☆ اسلام کا نظام عفت و پاکدامنی ☆ اسلام کا نظام میراث ☆ اسلام کا نظام تجارت اور اس کے رہنما اصول ☆ احکام دین کا عملی و قانونی نفاذ ☆ عزیمت اور رخصت کا حکیمانہ اسلوب ☆ وکالت باطلہ و صحیحہ ☆ اسلام میں نظام عدل و انصاف مع نظام شہادت ☆ حلال و حرام اور نظریہ شریعت ☆ مشروط امن معاہدے اور اسلام کی دفاعی و خارجہ پالیسی ☆ فلسفہ انقلاب احوال ☆ جامعیت قرآن کی ہمہ جہتی حقیقت ☆ حکمت اور موعظہ حسنہ ☆ اسلام کا اخلاقی نظام ☆ اسلام کا نظام حکومت ☆ اختلاف رائے اور آزادی رائے ☆ نظریہ جہاد اور اس کی حکمت مع حدود و قیود ☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی آواز ☆ قواعد و اصول وقتی نہیں ہوتے ☆ اسلام اور تربیت اولاد ☆ اسلام اور نظریہ تعلیم و فن ☆ ناموس رسالت، آداب، محبت و عشق رسول ﷺ ☆ اسلام کا نظام طلاق ☆ اسلام اور سماجی خدمات ☆ اسلام اور حقوق العباد ☆ بیعت، تزکیہ نفس اور اصلاحی حقائق ☆ شریعت و طریقت ☆ کونسی جماعت برحق ہے؟ ☆ آداب معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو ☆ تحقیق حالات کا شرعی نظام ☆ تقلید محمود کی آسان فہم حقیقت ☆ اسلام اور باقی مذاہب کا تقابلی جائزہ ☆ باطنی اعتبار سے عذاب الہی کی بدترین قسم ☆ نظام حدود و تعزیرات ☆ نظام فطرت کے خدائی اصول اور عقلیات کے بے لگام گھوڑے ☆ مجرور میں سبب فساد کا تجزیہ برحق ☆ فلسفہ عزت و ذلت وغیرہ